إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

قیمت پیشگی سالانہ سے — قیمت پیشگی سالانہ سے

اخبار الحکم

نمبر ۱۰ و ۱۱ | قادیان دارالامن والامان - مورخہ ۶ و ۱۳ مئی - سنہ ۱۸۹۸ ع | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے - کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں - جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے - کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں - جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں - اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ - اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں - تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں - اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ فی صدی کے حساب سے خریدیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا - بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو -

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۂ تبت موسوم بہ وعظہ الحسنہ قیمت بلا محصول ۲ر

محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن قیمت ۔ ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۂ والعصر - از عالی جناب **امام الزمان** سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے - زیر طبع ہے +

مینیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند ہیچ بند مہر اندے ہر قیمت کے مل سکتے ہیں -

ایڈیٹوریل

مہدی آخر الزمان

ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

نمبر ثالث

قابل توجہ گورنمنٹ

پچھلے نمبر کے مطالعہ سے یہ امر خوب طور پر واضح ہوگیا ہے کہ خلافت کے حصول کیلئے کس کس قسم کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اگر مہدی کے آنے کی پیش گوئی نبوی علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نہ ہوتی۔ تو بنی فاطمہ یا بنی امیہ غیرہ میں سے ہر ایک اپنے خاندان میں مہدی کے ہونے کا دعوے کیوں کرتے۔ علاوہ ازیں جب کبھی بنی فاطمہ یا بنی عباس کی طرف سے کسی پیشگوئی کی بنا پر مہدی کا پیدا ہونا مشتہر کیا گیا تو خلافت بنی امیہ نے کبھی اسکی تردید مشتہر کرنے کی کوشش نہیں کی کہ حضرت اقدس بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی پیش گوئی در بارہ مہدی نہیں فرمائی۔ اور نہ آئندہ کوئی مہدی آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ مدعی کو جھوٹا دعوے دار قرار دے کر اس سے مقابلہ کیا۔ اس سے صاف طور پر یہ امر سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ بنی امیہ کو اس امر کا تو خیال ضرور تھا۔ کہ کوئی مہدی آئندہ آنیوالا ضرور ہے۔ اور جسکی بنا اور وجہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی ضرور فرمائی تھی۔

ابوداؤد نے جو حدیث ام سلمہؓ سے روایت کی ہے وہ ممکن ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے فساد کی خاطر جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے وضع کیگئی ہے لیکن اسکو مہدی آخر الزمان کی بشارت سے کیا مناسبت صرف یہ دلیل کہ ابوداؤد نے اسکو باب المہدی میں بیان کیا ہے۔ اس امر کی کوئی تسلی بخش اور کافی دلیل نہیں ہے۔ غایت مافی الباب اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مؤلف نے ترتیب میں غلطی کھائی۔

الغرض بلا شبہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی طرف سے ایک آنیوالے مہدی کی پیشگوئی اور بشارت ہوئی ہے۔ اور ضرور ہوئی ہے۔ دوسرا امر جو بشارت مہدی کے متعلق مشکوک ہے۔ اور جسپر فاضل محققین کو شبہہ ہے یہ ہے کہ احادیث متعلقہ مہدی کے راوی جرح اور تحقیق کی تاب نہیں لا سکتے اور ہمارے اپنے خیال و تحقیق سے یہ امر بہت کچھ قرین قیاس اور قابل وثوق ہے۔ اور ہم اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ان احادیث کے راوی ایسے ہیں جنپر نکتہ چینی اور جرح کی نسبت کچھ گنجائش ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکال لینا اور یقین کر لینا کہ اسی وجہ سے یہ احادیث صحیح نہیں غلط ہے۔ اور بالکل نادرست۔ کیونکہ یہ امر بالکل قرین قیاس ہے بلکہ ہمارے تجربہ میں روز آتا ہے کہ بعض خبریں جو بالکل صحیح ہوتی ہیں۔ ایسے وسائل سے ہمارے پاس پہنچتی ہیں جو غیر معتبر ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اُن کو غلط اور افواہ قرار نہیں دیتے اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ صرف ایک سوفسطائیوں کا خیال ہے مثلاً اگر کوئی شخص منطق کا ایک قضیہ بنا کر کہے کہ ہر ایک چیز جو چمکتی ہے۔ سونا نہیں اور پھر کہے کہ سونا چمکتا ہے۔ اسلئے سونا بھی سونا نہیں۔ تو یہ بالکل ایک مغالطہ یعنے لاجک فیلیسی ہے۔

اس بنا پر گو ان احادیث کے راوی جرح کے تحت میں آتے ہیں اور ان پر بہت کچھ نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ جرح اور نکتہ چینی اس بات کی مستلزم نہیں کہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔ بہر حال ہم اس امر پر زیادہ زور دینا نہیں چاہتے بلکہ ہم یہ تسلیم کر لیں گے کہ مہدی کی نسبت احادیث تمام تر غیر کافی ہیں مگر باینہمہ ایک امر زیادہ قابل غور اور اہم سوال یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ مسیح موعود کی احادیث کو محدثین نے بالاتفاق صحیح قرار دیا ہے۔ جس سے کم از کم یہ سوال تو حل ہو جاتا ہے۔ کہ آئندہ ایک نبی یا امام کے آنے کی بابت نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام نے ضرور بشارت فرمائی ہے۔

اب قابل غور اور زیر بحث یہ امر ہے۔ کہ آیا مہدی اور مسیح دو جدا جدا اماموں کا نام ہے۔ یا ایک ہی شخص واحد کے دو نام ہیں۔ جو بلحاظ خدمات اور مناصب کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ سوال فی الحقیقت بہت کچھ دلچسپی اور حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس پر ہم بھی پوری روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اپنے زمانہ کے فاضل الدہر ابن قیم نے اپنی کتاب منار میں اس پر خوب روشنی ڈالی ہے اور نہایت معقولیت کیساتھ اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ ابن قیم کہتا ہے۔ کہ مہدی کے بارہ میں چار مختلف قول ہیں یعنے محققین نے چار مختلف طور پر اپنی رائے اس کے متعلق ظاہر کی ہے۔ جن میں سے ایک گروہ عالموں کا اس پر ہے۔ کہ امام مہدی ابن مریمؑ ہی ہوگا چنانچہ ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں اسی روایت کو لائے ہیں۔ کہ لا مہدی الا عیسیٰؑ ایسے قوی اور واجب التسلیم سندات کے ہوتے ہوئے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ کیوں اس سے انکار کیا جاوے اور کیوں یہ تسلیم نہ کیا جاوے کہ عیسیٰؑ و مہدی ایک ہی شخص کے دو جداگانہ اور مختلف نام ہیں جس کو استعارہ کے طور پر یوں کہدیا جاوے کہ ایک ہی شمع ہے مگر دو ہیں فانوس ہیں۔ آفتاب ایک ہی ہے لیکن مطلع اور ہے۔ اور اس خیال کو اور بھی تقویت ہوتی ہے جبکہ احادیث کے مضامین پر تعمق اور غور سے نظر کیجائے اور صاف طور پر یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ نفس الامر میں ایک ہی امام کے نام ہونگے۔ اور وہ دو مختلف اشخاص کو ظاہر نہیں کرتے۔ چنانچہ بخاری کے مطالعہ سے جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے پایا جاتا ہے کہ مسیح حکم عادل ہو کر آئیگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسوقت نصرانیت کا غلبہ یا اقتدار ہوگا۔ نصرانیت سے مراد وہ مذہب ہے۔ جو مسیح علیہ السلام کے بعد پولوس نے جو اوائل میں نصرانیت کا سخت مخالف تھا پھیلایا۔ اور من بعد اپنے تئیں عیسائی ظاہر کر کے اپنی تعلیمیں ملا کر اپنے خیالات کو رواج دیا۔ جو اب ربع مسکون پر پھیل رہا ہے۔ ہماری اپنی رائے میں نصرانیت سے گورنمنٹ انگلشیہ مراد لینا ہرگز ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کی اپنی پیشگوئیوں سے جو اسنے مسیح موعود کی بشارتوں کے متعلق اجمالی طور پر بیان کیں پایا جاتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں ابن اللہ نازل ہوگا اُس وقت سلطنت کی ویسی حالت ہوگی۔ جیسی کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ تاریخ اور مراسلات پر غور کرنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلطنت ایک پر امن اور بالکل گورنمنٹ انگلشیہ کا مبارک عہد تمام سلطنتوں سے بڑھکر مفید اور امن بخش ہے۔ جس میں سلامتی اور برکتوں کی بارش ہوتی ہے۔

اس لئے یہ امر کبھی بھی قرین قیاس نہیں کہ وہ مسیح یا مہدی جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دین کو تازہ کرنے اور اسکی بدعات کو دور کرنے آئیگا اور رحمۃ للعالمین آنحضرت صلعم کا سچا مقتدی اور متبع ہوگا۔ پھر ہم نہیں کہ سکتے کہ وہ سلطان وقت کو خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی بیدین ہو یا دیندار ظل اللہ سمجھکر اور اُنکے اس کے خلاف کیوں کر کریگا اور پھر ایسی حالت میں کہ وہ عادل اور فراخدل ہے جسنے ہر ایک قسم کی آزادی تبلیغ مذہب اور اشاعت اسلام کی

دے رکھی ہے۔ بلکہ جسکا مبارک عہد تمام عہدوں اور زمانوں سے زیادہ مبارک اور پُر فتح ہو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسے مخالف مسلمان علمان کہاں کر اپنے تئیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر سچا عامل قرار دیکر بھی انصرانیت سے مراد گورنمنٹ نصرانیہ لیتے ہیں۔ یہہ انکی غلط فہمی ہے۔ اور بڑی بھاری غلط فہمی ہے۔ چونکہ درمیانی طور پر یہہ مر قابل بحث آگیا ہے۔ اسلئے ہم اسپر ہم ذرا وضاحت سے بحث کرکے پھر نفس مضمون کیطرف عود کرینگے۔ اس مقام پر اپنے مخالف مسلمانونکو عموماً اور اپنی مہربان اور عادل گورنمنٹ کو خصوصاً توجہہ دلاتے ہیں۔ کہ اس شخص نے جو دُنیا میں عیسے مسیح کے نام آیا ہے اور جسکا مشن دُنیا کو ہر ایک قسم کی بدعتوں سے نجات دینا اور صلح اور سلامتی کے ساتھ دُنیا میں سچائی کو قائم کرنا ہے کس خوبی اور خوش اسلوبی سے ان مقامات کو حل کیا ہے۔ جو اپنے مقام پر جو اس مسلسل مضمون کے آخر میں ہو گا۔ بیان ہونگے۔ اللہ اللہ کیا ایسا شخص اور اُسکی جماعت گورنمنٹ کی بدخواہ ہو سکتی ہے؟ جو یہ ظاہر کرے

کہ! دُنیا کے بادشاہوں کو ان کی بادشاہیاں مبارک ہوں۔ ہمیں اُن کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں۔ ہماری آسمانی بادشاہی ہے۔

اور جو کوئیں وکٹوریہ امن بخش
اور محفوظ عہد پر فخر کرے۔ اور
مادر مہربان کے پر امن زمانہ میں
پناہ لے۔ یا وہ لوگ جو یہ خیال راسخ
کئے بیٹھے ہیں۔ اور اُس کی مخالفت
کو ایک راستبازی اور تقوی شعاری
کا کام جانتے اور کہتے ہیں کہ نہیں
یہہ غلط ہے۔ بلکہ وہ دولت
اور ملک کا خواہاں
سلطنت کی ہوس
رکھنے والا امام
مسیح اور مہدی
کے نام سے آئیگا!
العجب ثم العجب
(باقی آئندہ)
!!

ولائتی چٹھی ۳

نمبر سوم

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۹

گذشتہ ہفتہ میں ایک بکری ذبح ہوئی ہے۔ اور ہم پانچ آدمی برابر حصہ کر لیتے ہیں۔ کیلا شکر قندی پپیتہ کا پھل بہت ہیں تو گویا اتنی سرکاری گھاس اس جگہ پر ہیں۔ کمپالہ اچھی بستی ہے مگر ہر چیز بہت مہنگی ہے ایک بوٹ کی قیمت ۱۲ روپیہ۔ شکر ایک سیر ۱؎ روپیہ کی۔ دیا سلائی ۳ ہر کپڑا ایک روپیہ کا ایک گز۔

ہم ۳۰ جون ۱۸۹۷ء کو ممباسہ سے چلے تھے ۲۸ جولائی کو ہم کوکویو پہونچے (یہہ مقام ممباسہ سے ۳۰۰ میل پر ہے۔ اور اسی کے پاس بعض اقوام افریقہ نے اب انگریزوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ہے۔ جس کے لئے فوجیں ہند سے آرہی ہیں۔ اس مقام پر ریلوے کی بھی ایک سروس پارٹی ہے) چونکہ ہمارے راستہ کے علاقہ میں بیماری چیچک تھی۔ اس ۸ دن قرنطین میں رہے۔ (صاحبان انگریزی راستہ میں چوکیاں قائم کی ہیں۔ اون کو اس قسم اختیارات ہیں۔ اور اکثر سوداگران عاج کی حفاظت و حصول محصول وغیرہ یہ چوکیاں کرتی ہیں۔) بعد ازاں قلعہ (میں داخل ہوئے۔) کوکویو کے درمیان راستہ میں بے شمار شکار ہے۔ (کوکیویو ممباسہ سے ۳۰۰ میل ہے) ہرن۔ گورخر۔ جنگلی بھینسے۔ گینڈے۔ نیل گائے۔ گلوں کے گلے ہیں۔ فقط ایک گلہ گورخر میں ۳۰۰ گورخر تھے۔ شتر مرغ نہیں ہوتے۔ یہاں آکر ہمارے چاول اور شکر فلاص (ختم) ہوگئے۔ پھر یہاں سے کمپالہ تک سوائے جوار کے آٹے کے کچھ نہیں ملا۔ زیادہ گذارہ گوشت پر تھا۔ یہاں دودھ۔ دہی گھی۔ گنا۔ مکھن بکثرت ہیں۔ ممباسہ سے یہ جگہ ۳۵۰ میل ہے۔

یہاں سے آگے مسائی لوگ (ایک افریقہ کی جنگ جو سخت قوم) ہیں۔ اون کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ یہہ لوگ پستہ قد۔ بہادر۔ لڑاکے۔ اور مضبوط ہیں۔ بالکل ننگے۔ صرف کاندھے پر ایک کھال بکری کی چھوٹی سی رکھتے ہیں۔ بدن طرح طرح کے رنگوں سے رنگتے ہیں۔ ڈھال اور نیزہ ہر ایک کے ہاتھ میں ہے۔ خانہ بدوش ہیں۔ بھیڑ بکری گائے۔ ہر ایک کے پاس دو دو سو تین تین سو تک ہے۔ پہلے یہ لوگ مشرق کو کب وپریمی تک اور مغرب کو جھیل وکٹوریہ نیانزا تک لوٹ مار کرتے تھے۔ اور سینکڑوں آدمی اور قافلہ تباہ کر دیتے تھے۔ مگر اب ان کی طاقت بہ سبب انگریزوں کے آنے کے ٹوٹ گئی ہے۔ تاہم اب بھی اکیلے دوکیلے کو جان سے مار ڈالتے ہیں۔ یہاں پر بابو محمد بخش اور عبد الاحد سے ملاقات ہوئی (یہہ دونو صاحب ریلوے ملازم سروس کے لئے عرصہ ایک سال سے آگے گئے ہوئے ہیں۔ اور اوس طرف سے ممباسہ کو سروس کرتے واپس آرہے ہیں)۔

یہاں سے روانہ ہو کر ۱۲ دن کے بعد شمونی پہونچے۔ راستہ میں تین تین بڑی بڑی جھیلیں آتی ہیں۔ نئے واسا۔ المنٹیٹا۔ اور نکورو۔ مذکورۃ الآخر جھیل کھارے پانی کی ہے۔ شمونی تک بالکل جنگل ہے۔ یہہ جگہہ بہت سرد ہے۔ اور سطح سمندر سے ۸۵۰۰ فیٹ اونچی ہے۔ یہاں سے چل کر ایسے گنجان جنگل میں داخل ہوگئے۔ کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ۵ دن تک برابر اندھیرے میں چلتے رہے۔ بڑے بڑے درخت جو آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ سورج کی روشنی نہیں دیکھنے دیتے۔ بے شمار نہریں ان درختوں میں بہ رہی تھیں۔ جنگل سے نکل کر پانچ دن کے بعد نانڈی میں داخل ہوئے۔ جہاں ڈاکٹر خدا بخش مقیم ہے۔ (یہہ ایک بنگالی ڈاکٹر ہیں۔ اول ریلوے میں تھے۔ لیکن بعد ازاں ان کی سروس سول محکمہ میں ہوئی۔ اور یوگنڈا گئے)۔ ... مصالحہ کا نام یہاں عنقا ہے۔ صرف مرچ و نمک بطور تحفہ کے سمجھا جاتا ہے۔

نانڈی سے چل کر یوگنڈا تک ملک آباد ہے۔ کوونڈو (راستہ میں کسی بستی کا نام) میں مرد و عورت بالکل مطلق مادر زاد ننگے ہیں۔ .... میںنے ذکر نہیں کیا مسائی عورتیں (جس قوم کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) کھال کا کپڑا ایک کمر سے گھٹنے تک اور دوسرا کندھوں پر رکھتی ہیں۔ زیور اون کا لوہے کی بے شمار تاریں ہوتی ہیں۔ پنڈلیوں میں۔ گھٹنے سے لے کر ٹخنے تک کندھے سے لے کر ساعد تک موٹی تار کا جوڑا۔ اور پھر باریک کئی سیریں (لوہے) اون کی گلوں میں کوئی تیتیس یا چالیس گلے میں پڑی ہوتی ہیں۔ گو رنگ کی سیاہ ہیں۔ مگر ممباسہ والوں سے خوبصورت ہیں۔

غرضکہ ۲ اکتوبر کو ہم وکٹوریہ نیانزا کے کنارے پر پہونچے بہت بڑی جھیل ہے۔ پونٹ پر Steam launch (ایک چھوٹا دخانی جہاز) لوٹی ہوئی تھی۔ اس لئے ہم اس کے کنارہ کنارہ شمال مغرب کو روانہ ہوگئے۔ ۶۔ دن کے بعد **اوسوگا** کے علاقہ میں داخل ہوگئے۔ جو علاقہ یوگنڈا کا ایک حصہ ہے۔ بہت زرخیز ہے۔ کیلا بے شمار ہے۔ ۳۔ دن تک ہم چلتے رہے ہیں۔ اور دوسری چیز نہیں دیکھی۔ پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے تمام ملک سرسبز اور باغ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

اوسوگا کی چھاؤنی جھیل کے عین کنارہ پر ہے۔ یہاں ایک خلیج ہے۔ جو ہم نے کشتیوں میں بیٹھ کر عبور کی یہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔ دوسرے کنارہ پر یوگنڈا کا علاقہ ہے۔

۱۳۔ اکتوبر کو کمپالہ دارالخلافہ یوگنڈا میں داخل ہوگئے یہاں سب گھر گھاس کے ہیں۔ قریب ۲۰ کے ہندی مستری ہیں۔ اور ایک کمپونڈر ہے۔

دو ہندو ڈاکٹر ایک علاقہ بڈو میں جو جھیل کے مغربی کنارہ پر ہے۔ اور دوسرا **لوربٹ** ایلس میں جو یہاں سے دو دن کا راستہ ہے جھیل پر انگریزی بستی ہے۔ کمپالہ سے لے کر سندی تک راستہ بہت قریب سے [illegible] فیٹ اونچی ہے۔ اور پانی بے شمار بعض جگہ ٹخنے تک بعض جگہ گھٹنے تک ...... غرضکہ بڑا بھاری جنگل ہے۔ اور بے شمار ہاتھی اسمیں ہیں۔

تمام ہاتھی دانت جو ممباسہ۔ زنجبار۔ باگامویو۔ دارالسلام کو جاتا ہے۔ یہاں سے ہی جاتا ہے۔ سب سوداگر پہلے یہاں دفتر میں محصول داخل کرتے ہیں۔ پھر ان کو اجازت ملتی ہے۔ پرسوں ایک دانت وزن میں ایک سو بیس پونڈ یعنے ساٹھ سیر کا نکلا۔

سنا ہے کہ پنجابی پلٹن یوگنڈا کو آرہی ہے خدا وہ وقت جلد لاوے ......" فقط۔

ہمارے دوست رحمت خاں کے اور بھی خطوط حالات سے پر ہمارے پاس ہیں انشاء اللہ تعالے روانہ کئے جائیں گے۔

سرمن (خطبہ)

جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ۱۰ اپریل کو دیا

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعھدی اوف بعھدکم وایای فارھبون وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا وایای فاتقون ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون واستعینوا بالصبر والصلوۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون

سورہ فاتحہ یعنے الحمد شریف جو ہم کو اللہ تعالے نے سکھائی ہے۔ اوس میں اسی امر کی بڑی بھاری اور ضروری تعلیم دی ہے۔ کہ ہم اون لوگوں کی راہ تلاش کریں۔ جو اللہ تعالے کے نزدیک مقبول ہوئے ہیں۔ ہمیشہ اھدنا الصراط میں پڑھی عمر کی ضرورت ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جو بات تجربہ کے معیار پر کامل العیار ثابت ہو چکی ہے۔ اوس سے بہتر دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ عربی زبان میں ایک عام ضرب المثل ہے۔ **سل المجرب ولا تسئل الحکیم**۔ تجربہ کار سے دریافت کر نہ حکیم سے۔

اللہ تعالے اھدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کر کے صراط الذین انعمت علیھم میں اوس اندیشہ اور وہم کو دور کرنا چاہتا ہے۔ جو کسی ویسی ہی اور نامعلوم بات پر عمل درآمد کرنے سے پیشتر ذہن میں گذر سکتا ہے۔ کہ وہ راستہ ایسا اوپرا نہیں۔ کہ کوئی اوس پر کبھی چلا ہی نہ ہو۔ نہیں نہیں بلکہ وہ راہ ایسا معروف ومشہور عام ہے۔ کہ ہزاروں ہزار منعم علیہم اوس پر چلے اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اوس راہ پر چلنے والوں پر کس قدر الٰہی فیضان ہوا۔ فی الحقیقت یہ بات قرآن کریم اور صرف قرآن کریم ہی کو حاصل ہے۔ اور یہ بزرگی اور امتیاز اوسی سے مخصوص ہے۔ کہ وہ ایسی باتوں کو جو خدا تعالے کی رضامندی اور ناراضی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسی بداہی باتوں میں اون کو پیش کرتا ہے۔ کہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی اون کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس سے بہتر اور آسان ذریعہ سمجھانے کا ممکن ہی نہیں۔ جیسے اگر ادویات کی تاثیریں اور خواص اس طرح بتلائے جاتے کہ اون کی توضیح اور تشریح میں موٹی موٹی ضخیم کتابیں ہی لکھی ہوئی ہوتیں۔ اور کوئی ایک آدھ آدمی بھی تجربہ کر کے اوس پر گواہی دینے والا نہ ہوتا۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کبھی بھی یہ کام انسانی طبیعت کے قبول کرنے کے لائق ہو سکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر خدا تعالے کی رضا جوئی کے طریق الفاظ تک ہی محدود رہتے۔ تو اون کا کمال اور حسن ظاہر نہ ہوتا جیسا اب ہوتا ہے۔ وہ لوگ کس قدر ظالم اور بخیل ہیں۔ جو خدا تعالے کے احسان عام اور فیضان کو مختص کرنا چاہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو ایک نمونہ قرار دے کر بھی اس امر واقعی کا انکار کرتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا اس راہ پر چل کر وہی فیضان اور فیض نہیں اٹھا سکتا۔ کس قدر غلطی اور کیسی شرمناک غلطی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ زید تو ایک راہ پر جو لاہور کو جاتی ہے۔ چل کر لاہور پہونچ جاوے۔ اور بکر اوسی راہ پر چل کر نہ پہونچ سکے۔ ایسے خیالات خدا تعالے کے فیوضات کے انکار کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

پس قرآن کریم نے خدا تعالے کی رضا جوئی کے لئے جو راہ تعلیم کی ہے۔ وہ راہ ایسی نہیں بتلائی۔ کہ جس پر کوئی کبھی کوئی چلا ہی نہ ہو۔ نہیں۔ بلکہ اوس کی بابت ہزار ہا تجربہ کرنے والوں کے پاک نمونے ہر زمانے ہر ملک اور ہر قوم میں گذرے ہیں۔ دور جانے کی بات نہیں۔ اوس مقدس راہ پر چل کر فائز المرام ہونے والا تجربہ کار خود تم میں سے آیا۔ اور تم میں بیٹھا ہوا اوس صداقت کا زندہ ثبوت ہے۔ قرآن نے جو راہ اختیار کی ہے۔ وہ راہ ایسی راہ ہے۔ کہ دنیا کی کسی قوم کو نہیں سوجھی اور سوجھتی کیونکر یہ انسانی عقل۔ انسانی ارادے اور ذہنی سمجھ کا کام نہیں۔ یہ تو آسمانی نور کی رہبری اور ہدایت کا کرشمہ ہے۔ قرآن نے دو فریق پیش کئے ہیں۔ ایک فریق کہتا

۱؎ جن سے مراد اوس مقدس راہ کے تجربہ کاروں کے پاک نمونے ہیں جس کی تعلیم اللہ تعالے کا خاص مقصد ہے۔ ایڈیٹر۔

ہے۔ کہ ہماری تمام باتیں اپنے ہوا و ہوس کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کریم کی رضا جوئی کے لئے ہیں۔ اور اوس کے ہی پاک منہ سے نکلتی ہیں۔ اور اوس مرکے ثبوت میں یہہ کہا۔ کہ دیکھو! ہم ایک عاجز انسان ہیں۔ ہماری جماعت کوئی قومی جماعت نہیں بالکل بیکس اور مجہور القوم انسان ہیں۔ مگر اس پر بھی تم دیکھو گے۔ کہ تمہارے زور آور حملوں میں **ہم ہی کامیاب ہوں گے!** حقیقت میں یہہ بات کہنے والا فریق دنیا کے اسباب کے لحاظ سے ایک نہایت ہی ضعیف اور کمزور فریق ہے جسکو دیکھ کر ہر ایک دنیادار معاً یہہ خیال کرتا تھا۔ کہ یہ آج نہیں کل ہلاک ہو گا۔ اس کی ہستی ہی کیا ہے۔ اوس پر ہر ایک نے اپنے ترکش کے تمام تیر خالی کئے۔ جو کچھ کسی کے پاس تھا اوس نے اوس کی مخالفت ہی میں صرف کیا۔ مگر ایک لمبی دوڑ ایک مدت کا مقابلہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ باوجود اس قدر کمزوری اور بے سروسامانی کے یہہ فریق اپنے زبردست حریف پر جو ہر طرح سے ظاہری اسباب کی بنا پر اس قابل تھا۔ کہ بامراد ہوتا۔ مظفر اور منصور ہوتا ہے۔ اور دنیا دیکھتی ہے۔ کہ ایک عاجز انسان کیونکر ایک قومی جماعت کو زیر و زبر کرتا۔ اور اون کے منصوبوں کو پاش پاش کرکے فتح پاتا ہے۔ الا یہہ نظارہ ایک غور کرنے والے دل کے لئے ایک عجیب نظارہ ہے۔ اس پر غور کیا ہے۔ بات یہہ ہے۔ کہ اون کی ہر قسم کی کامیابی ہر پہلو میں اون کی فتح یہہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ کی چمکار دکھلاتا ہے۔ اور یہ دکھانا مقصود ہے کہ ایک عجیب الغیب نصرت اون کے شامل حال ہے۔ اس سے یہہ بات تجربہ میں آگئی۔ کہ جس طریق پر یہہ لوگ زندگی بسر کرتے ہیں وہی طریق کامیابی کا سچا ذریعہ ہے۔ وہ کامیابی کی راہ ہے وہ خطا نہ کرنے والا طریق وہی ہے۔ جو سورۃ فاتحہ میں ارحم الراحمین خدا نے تعلیم کیا ہے۔ اس دعا کے اندر ایک ایسی خاصیت ہے۔ کہ دقیق در دقیق خاصے اوس میں شامل ہیں۔ روز بہ صفات ذرہ ہو کر اون کی جگہ صفات حمیدہ لیتی جاتی ہیں۔ اور جوں جوں قدم آگے بڑھتا ہے۔ ایک نیا سرور نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اس قدر احتظاظ اور لذت ملتی ہے۔ کہ بے اختیار ہو کر قدم آگے کو پڑتا ہے۔ اور یہہ بات ایک مشہود امر کی طرح محسوس ہونے لگتی ہے کہ بس ہر میدان میں نتیجہ ہی فتح ہے۔ اوس کے بالمقابل ایک اور وجود دکھایا ہے۔ جو اس راہ پر نہیں چلنا چاہتا۔ اور وہ غور رہ میں گر بہکتا اور ٹھوکر کا پتھر بنتا ہے لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ہر جگہ نامرادی کلفت اور رنج کے خوفناک اور ناقابل برداشت پہاڑ اوس پر ٹوٹ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ یا لاشرہ جاتا ہے۔ اور نہیں چل سکتا۔ آخر فنا ہو کر اپنے مقابل مقدس حریف کی صداقت پر مہر کر دیتا ہے۔ اس قسم کے مقابلہ کا تاریخ پتہ بتلا سکتی ہے کہ جب سے انسانی ہستی کا نشان ملتا ہے اسی وقت سے یہ مقابلہ ہر آن ہوتا رہتا ہے۔ اور ہر دم یہ اٹل قانون نظر آتا ہے کہ یہ قوم مظفر و منصور ہوتی چلی جاتی ہے اور مخالف ناعاقبت اندیش مخالف اپنی ہلاکت کا موجب ہوتے جاتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ایسے گرتے ہیں کہ دنیا اُن کو نگل کر ہمیشہ کے لئے نام و نشان تک کھو دیتی ہے۔ غرض تو سورۃ فاتحہ میں خدا نے ایک منعم علیہم کا گروہ بتلایا ہے اور نماز میں فرض کیا کہ اُسی راہ کے لئے پوری تڑپ اور سوزش ظاہر کی جاوے۔ نہ لفظاً اور عرفاً بلکہ روح میں ایسا گداز پیدا ہو کہ وہ اُس سچی تڑپ سے اثار عین الیقین کی طرح دیکھے۔ کیونکہ یہ راہ ایک تجربہ شدہ ہے۔ یہ راہ مخولان بیابانی کی راہ نہیں جہاں آبادی کا نشان نہیں اور کسی قافلے یا کاروان کا نقش پا نہیں بلکہ اس پر ہزار ہا ہزار نقش پا موجود اور زندہ نشان میل اور فرسنگ نظر آتے ہیں جو اپنی عملی حالت سے دکھاتے اور چلتی زندگی سے مشاہدہ کراتے ہیں کہ وہ فائز المرام کرنے والی راہ کے زندہ نشان ہیں۔ فی الجملہ سورۃ فاتحہ میں جو راہ بتائی گئی ہے یہی ایک راہ ہے جو سلامتی اور کامیابی کی راہ ہے اور اُس کے خلاف چلنا نامراد رہنے کا نشان اور ہلاکت کا سامان بہم پہنچاتا ہے اور یہ امر دعویٰ ہی دعویٰ نہیں جس طرح حقائق الاشیاء کا علم تاوقتیکہ تجربہ اور مشاہدہ صحیحہ اُس کے ساتھ نہ ہو محض ایک خیالی امر قرار پا سکتا ہے اُسی طرح اس راہ کی صداقت کے لئے شواہد موجود ہیں۔ یعنی جو اُس پر چلے اور فائز المرام ہوئے اور جو خلاف چلے اور نابود ہوئے۔

اور سورۃ البقر کے سورۃ الفاتحہ کے بعد شروع ہونے کی فلاسفی یہی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں ایک دعوےٰ پیش ہوتا ہے اجمالی رنگ میں، سورۃ البقر اس کی دلیل ہے اور تفسیر۔

وہ **انعمت علیہم** جن کی راہ کی ہدایت ہوئی ہے کون تھے؟ اور اُن پر کیا انعام ہوئے کس طرح خدا کے فضل نے اُن کو اپنے سایہ میں لیا؟ پھر **مغضوب علیہم** کون تھے؟ اور اُن کی راہوں سے بچنے کی فکر کہ ہم اُنکے نمونہ کو دیکھ کر کرنی چاہئے۔ ان ساری باتوں کا بیان سورۃ البقر میں جس کا میں نے ایک درس کھولا ہے نہایت شرح و بسط سے فرمایا ہے۔ پس ان باتوں پر غور کرکے ایک سچی تڑپ اور سچے جوش سے انعمت علیہم کی راہوں پر چلنے کی دعا مانگنی چاہئے اور مغضوب علیہم کی راہوں سے بچنے کی توفیق مانگنی چاہئے تاکہ ان مخوف بیابانی سے بچ کر انسان منزل مقصود کو پہنچے۔

اب اس مقام پر انعمت علیہم اور **مغضوب علیہم** کا ذکر چھیڑ دیا ہے تاکہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا پتہ لگے اور بصیرت کے ساتھ معلوم ہو جیسا میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کے راہوں کے لئے انبیاء علیہم السلام کی قوم بنائی ہے۔ اُن کے چال چلن کو دیکھ کر تفتیش اور تحقیق کی ضرورت نہیں کیونکہ جس راہ پر وہ چلے اُس راہ پر چلنے کا نتیجہ اُن کی صریح کامیابی ہے۔ بالمقابل بنی اسرائیل مغضوب علیہم ٹھہر گئے۔ مغضوب علیہم جب ہی ہوتے ہیں۔ جب انعمت علیہم کی راہیں دکھائی جاویں۔ مجرم تب ہی ہوتا ہے جب قانون شائع ہو۔ پھر اُس کی خلاف ورزی میں مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل قیامت تک ایک نمونہ ٹھہر گئے۔

جب انسان سورۃ فاتحہ پڑھے تو انعمت علیہم پر ٹھہر کر بنی اسرائیل کی اُس حالت پر غور کرے جو سورۃ البقر میں مندرج ہے۔ اور کانپتے ہوئے دل سے سوچے کہ انعمت علیہم کے ساتھ ہی مغضوب علیہم کی راہ بھی ہے جو ہلاکت کا کھلا کھلا راستہ ہے اور اُس سے بچنے کے لئے چیخ چیخ کر فریاد کرے اور دعا مانگے۔ [1]

نوٹ [1]۔ انسان کی فطرت میں یہ اضطراری حالت واقع ہے کہ جب وہ کسی تکلیف یا مصیبت کو سامنے دیکھتا ہے تو چلاتا اور شور مچاتا ہے۔ بظاہر اُس چیخ پکار سے کوئی فائدہ مترتب ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا لیکن نفس الامر میں اُسی شور و پکار اور ہائے فریاد میں تسلی اور اطمینان کی روشنی کی جھلک سی دکھائی دیتی ہے اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مصیبت کے آنے پر بے اختیار انسان رو پڑتا ہے۔ پس شیطان رجیم چونکہ ہر آن انسان کے بہکانے کی فکر میں لگا رہتا ہے اور انعمت علیہم پڑھتے ہی مغضوب علیہم کا نظارہ پیش نظر آ جانے سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان کی ٹھوکر سے ہوشیار اور خبردار ہو کر چلے اور سورۃ الفاتحہ کی اس ترتیب میں ہم کو یہ راز معلوم ہوتا ہے کیا اگر انعمت علیہم کی راہ کا ذکر ہوتا (دیکھو صفحہ ۲)

یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے قرآن جیسی محکم کتاب ہم کو عطا کی جو معرفت کے مشکل سے مشکل مسائل کو آسان لفظوں میں حل کر دیتی ہے۔

اے اسرائیل کے بیٹو! میری نعمت کو یاد کرو میں نے اپنے رسول تمہارے پاس بھیجے۔ عمدہ کھانے کھانے۔ ٹھنڈا پانی پینا اور شاندار لباس پہن لینا یہ کیا چیز ہے بڑی نعمت آلہی یہی ہے کہ خدا کے فضل کے نمونے اور اس کے فرستادے پیدا ہوں جن کی راہوں پر چل کر ابدی راحت ملی۔ ابدی آسایش کا سامان میسر آ گئے۔ میری نعمت کو یاد کرو۔ میرے عہد کو تم پورا کرو میں اپنا عہد پورا کروں گا۔ اور اس عہد کے پورا کرنے میں کوئی لالچ عہد شکنی پر مجبور نہ کرے۔

اس آیت میں **مغضوب علیھم** کی پہلی خصلت معلوم ہوتی ہے اور یہ پتہ لگا کہ **مغضوب علیھم** منعم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔ انعام آلہی کی سچی قدر نہ کرنا اُس کے غضب تک پہنچا دینا اور **مغضوب علیھم** کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے۔ اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی بیماری جو غضب الٰہی کو کھینچ لاتی ہے اُس کے عہد کو توڑنا ہے۔

اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے نازل کیا یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر۔ اور یہ ایمان ایسا نہیں کہ تم اس کی نسبت شکایت کر سکو کہ کوئی بدعت ہے اور صحف سابقہ میں اس تعلیم کی کوئی نظیر نہیں بلکہ یہہ وہی تعلیم ہے جو کامل اور مکمل ہو کر دنیا میں آئی ہے اور تمہارے انبیاء کی تعلیم اور پیشگوئیاں جو ادھوری اور محتاج تصدیق وتکمیل تھیں اُن کی تکمیل و تصدیق کے لئے آیا ہے اور حق کے ساتھ آیا اور حق لیکر آیا اور وقت پر آیا ہے۔ اس کے معنے اگر سمجھنے ہوں۔ تو ہمارے پاس چابی موجود ہے۔ ہمارے امام نے کہا کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ احمقوں نے کہا کہ کیا نشان ہے قطع نظر اس کے کہ نشان موجود ہیں۔ نشان کی ضرورت تب ہوتی اگر قرآن کے علاوہ کوئی سلسلہ قائم ہوتا۔ امام موعود تو بار بار یہی کہتا ہے۔ کہ میں تو قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے آیا ہوں۔ اُس مقدس تعلیم کی روشنی پھیلانے اور اغلاط کو برباد کرنے آیا ہوں۔ غور کرنے والا سوچ سکتا ہے کہ یہ انوکھی بات نہیں ہو سکتی اس لیے ضروری تھا کہ اس دعوے کو بلا حجت مان لیتے۔ دیکھو تم اس سنت سے واقف ہو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام جب آئے ہیں تو اول نمونہ کفر کا ان عالموں ہی نے قائم کیا ہے حقیقت میں **اوّل کافر بہ** کے معنی یہی ہیں کہ علماء جو سندوں اور صحاح کو پیٹ میں رکھنے والے ہیں۔ جب یہ تکفیر کرتے ہیں تو پھر عوام اُن کے مقلد ہو جاتے ہیں۔ **اول کافر بہ** میں سمجھا دیا ہے کہ تمہارا حق تو یہہ ہے کہ تم **اول مسلم بہ** بنو تم تو اس سنت سے واقف اور خوب ماہر ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت میں مجدد ہوں گے میرے دعوے سے حضور کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور تم خوب واقف ہو اور قرآن کی عزت اور کلمہ کے بلند کرنے کا دعوے کرتے ہو تم کو چاہئے تھا کہ تم ایسی ہٹڑی نہ جمانے کہ لوگ گمراہ ہو جانے اور خدا کے فرستادہ کا انکار کر کے ہلاکت کی راہوں میں جا پڑنے۔ میں بہت سوچتا ہوں۔ زنا ایک گناہ ہے۔ جس سے زمین پھٹتی اور آسمان پھٹتا ہے۔ مگر **مغضوب علیھم** میں شامل کرنے والا گناہ اُس سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ زنا کی وجہ سے جو آتشک ہو جاتی ہے وہ دو دو چار چار پشتوں کو تباہ کر کے پھر صاف ہو جاتی ہے۔ مگر جو گناہ مغضوب علیھم کے پیچھے آج تک ہاتھ دھو کر پڑا ہے اور قیامت تک پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ وہ راستبازوں کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑا اٹکا دیتا ہے اور اُن کے کام میں ایک روک ڈالنے کا موجب بنتا۔ اور بہتوں کے لئے ٹھوکر کا پتھر ہو کر رہتا ہے۔ یہ قیامت تک برا نمونہ ہے۔

بنی اسرائیل ہی کو دیکھو کہ ایک قوم ہے جو ایک وقت اُس کی یہ حالت تھی کہ خدا کے فضل اُس پر اس قدر تھے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے اور پھر غضب الٰہی کا پہاڑ اُن پر ایسا ٹوٹا ہے کہ انہیں پیس کر ہی رہا۔ کیوں؟ خدا کے فرستادوں اور ماموروں کو جو دنیا کا نور اور روشنی کے فرشتے تھے ان ناعاقبت اندیش بہشت کے ٹھیکہ داروں نے اپنے علم و فضل کے گھمنڈ میں تاریکی کے فرشتے ثابت کرنے کی کوشش کی یہ لوگ ہیں جو خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اس کی راہوں میں پتھر ڈالنے والے ہیں۔ یہ انکار کا گناہ۔ یہ تکذیب کا جرم ایسا متعدی ہے کہ نسل در نسل پیچھا نہیں چھوڑتا اور اس کا وبال اور نکال ایسا سخت اور نہ ٹلنے والا ہے کہ قیامت تک ذلیل کئے جاتا ہے۔ ان تکفیر کا نمونے تیار کرنے والوں نے وہی راہ اختیار کی ہے انہوں نے ایک نور کے فرزند اور روشنی کے فرشتے کو تاریکی کا خوفناک ہوّا اور ڈراونی شکل کا غول بیابانی اور اندھیرے کا جن دکھلایا ہے اُنہوں نے اُس کفرنامہ میں ایک مامور کے مقدس خط و خال ایک بھونڈی شکل میں دکھائے ہیں۔ کہ جب اگلی نسل کے پاس جاوے تو وہ اُس مامور کو جس کو خدا نے نور کر کے بھیجا ہے ایک ہوّا اور جن سمجھ کر ڈر جاویں اور اُس سے دور بھاگیں کس قدر عظیم الشان ظلم اور شرارت ہے۔ کیسی دل کو ہلا دینے والی خوفناک مکروہ حرکت ہے۔ اسکا فکر نہیں کہ اُنہوں نے تکفیر کی۔ یہ رنج نہیں کہ ایک سلیم الفطرت خدا کو ستایا گیا۔ یہ تو سنت اللہ چلی آئی ہے رنج اور فکر کی تو یہ بات ہے کہ ان اندھوں کو تو علم دیا گیا تھا سمجھ اور فکر سے بہرہ وافر ملا تھا۔ اُنہوں نے اسی راہ اوروں کی ٹھوکر کے لئے کیوں طیار کی۔ پس جب **غیر المغضوب علیھم** پڑھا جاوے تو کانپتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے لبوں سے اس ابدی جہنم کی راہ سے بچنے کے لئے دعا کی جاوے کہ اے خدا ان لوگوں کی راہ سے بچا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۔ اور اس کے ساتھ ہی مغضوب علیھم کی راہ کا ذکر نہ ہوتا تو وہ ایسی مفید چیز اور مطلب برار نہ ہوتی بلکہ اس کے ضمن میں ہم اس اعتراض کا جواب بھی پا سکتے ہیں جو اس موقع پر کوئی شخص یہ کہہ کر کر سکتا ہے کہ **انعمت علیھم** کی راہ کی ہدایت کافی تھی اس لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین**۔ اس ترتیب سے یہ پتہ لگتا ہے کہ انعمت علیھم کی راہ دراصل ایک ایسی راہ ہے جو مغضوب علیھم اور والضالین کے بیچ میں سے ہو کر گذرتی ہے یعنے ایک طرف تو مغضوب علیھم کی راہ ہے جو تاریکی اور ذلت کے گڑھے کی طرف لئے جاتی ہے اور دوسری طرف والضالین کی خوفناک راہ ہے جو ہلاکت کی اندھیری اور تاریک کوٹھڑیوں میں پہنچاتی ہے اور انکے بیچ سے ہو کر انعمت علیھم کی راہ ہے جو بظاہر کٹھن اور سخت راہ ہے لیکن حقیقت معراج اور صعود کی راہ ہے جو علیین تک پہنچاتی ہے اور قرب الٰہی عطا کرتی ہے پس اس راہ پر چلنے کیلئے انسان کو جہاں ایک طرف مستعد کمر باندھنی چاہئے اُس کے ساتھ ہی ایک بڑی بھاری احتیاط سے کام لینا چاہئے + اور اسی لئے انعمت علیھم پر پہنچ کر سالک کے دل میں ایک بڑی گھبراہٹ اور اضطرار ہوتا تاکہ ایسا نہ ہو ذراسی بے احتیاطی اور بے فکری مکوان خوفناک راہوں میں سے کسی ایک میں جو اسکے سخت بین دونوں طرف واقع ہیں گرا کر تباہ نہ کر دے لہذا ایک سچی تڑپ اور گداز روح سے اس مقام پر پہنچ کر دعا مانگنی چاہئے ہماری ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ سالک کی راہ نجات کیلئے کٹھن اور صعب ترین منزل یہی ہے اور یہی وہ مقام ہے جسمیں سالک متقی کہلاتا ہے جیسے متقی کیلئے بڑی احتیاطوں کی ضرورت ہے اسیطرح سورۃ الفاتحہ پڑھنے والے داعی کیلئے کیونکہ انعمت علیھم کی آرزو کرنیوالا انسان الٰہی اتقا کے درجہ پر ہوتا ہے۔ اور فلاح اور نجات کی منزل پر تب پہنچتا ہے جب منعم علیھم کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے پھر اُسے معراج حاصل ہوتا ہے اور یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون کا درجہ ان کو ملتا ہے پھر ہر ایک قسم کی گھبراہٹ اور خطرہ سے وہ دارالامان میں آ جاتے ہیں اور پوری تسلی اور تسکینت ملتی ہے۔ [illegible] اھدنا الصراط المستقیم [illegible] - ایڈیٹر

جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور ساتھ ہی اس امر کو ذہن میں رکھو۔ کہ یہ مغضوب کون تھے اور کیوں ہوئے؟۔

وقت چاہتا تھا کہ کوئی نازل ہو۔ زمین پکار پکار کر کہتی تھی۔ کہ آسمان کے دروازے کھلیں۔ تقویٰ اور طہارت اٹھ گئی تھی۔ مگر افسوس کہ خدا کی ذات اور صفات کے مقابلہ میں حیا و شرم شیر مادر کی طرح پی گئے ایک شخص اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آیا جس نے زمین کو دہائی دینے پہ مجبور کیا تھا تمہارا کیا بگڑا۔ کیا کوئی نماز کم ہوئی؟ کیا قرآن کا کوئی حصہ کم ہوا؟ کیا ذوق شوق کم ہو گیا؟ پھر اسے تکفیر بازی کرنے والے گروہ مولویاں تم اوّل کافر بہ "کیوں متر ہو میرے نشانوں کے عوض میں تھوڑا مول نہ خرید و۔

یہ دنیا اور ما فیہا آسمان اور زمین بھی الٰہی آیات کے بدلے ثمن قلیل ہے۔ محمد رسول اللہ کے بدلے دنیا نہ خرید و۔ رسول اللہ کی پیشگوئیاں آیات بینات کی صورت میں پوری ہو چکی ہیں جو حضور کی کامیابی پر ایک روشن دلیل ہیں اور حضور کی کامیابی اور رفتار گفتار میں اگر وہ شخص جھوٹا ہوتا تو کیا مکہ کے ۱۳ برس اس کے لئے کافی نہ تھے کیا خیال آ سکتا ہے کہ کہ ایک تن تنہا یتیم ایک زبردست قوم کا مقابلہ کرے اور خدا کے سہارے اور ہاتھ کے سہارے بغیر وہ مظفر و منصور ہو جائے کیا انسانی ذہن اور تدبیر کوئی ایسا نمونہ قائم کر سکتا ہے۔ اب اتنی لمبی رفتار اور دوڑ میں اس قدر قرائن قوی تمہارے ہاتھ میں آ گئے ہیں کہ تم کو بجز اس کے چارہ نہیں کہ تم اسی راستباز اور مامور من اللہ مان لو مگر دنیا کا لالچ روکتا اور سد راہ بنتا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ یہی دنیوی لالچ جو آیات اللہ کا ثمنا قلیل ہے خدا کے غضب کو کھینچ لاتا ہے۔ یہی حال اب تک چلا جاتا ہے۔ نشان پر نشان دیکھتے ہیں لیکن انکار کے گڑھے سے نہیں نکلتے پر نہیں نکلتے۔

ایک مولوی صاحب سے پوچھو کہ متوفی کے معنے عام طور پہ مر گئے ہیں وہ روح اور راستی سے جانتا ہے کہ اس کے یہی معنے ہیں لیکن چونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ بھی موعود کے نشانوں میں سے ایک نشان ہو گیا ہے اس لئے انکار کرتا ہے۔ اور رکیک اور بالکل بے معنی تاویلیں کرتا ہے۔ ہاں اگر موعود نہ آیا ہوتا تو کبھی ... موعود کے مرتے چونکہ نوفی کے معنے ... موعود کے ... ہے اس سے مولوی ... کا دل گر رہا اجازت نہ دیتا کہ موت کے معنے کرے۔ انہا بڑا انسان جو قیامت تک ایک نمونہ ہو کر آیا ہے اس کے نشان تو بے معنے ہی سمجھے

مگر سنت اللہ یونہی ہے اور یونہی چلی جائے گی۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون حق کو باطل سے ملاؤ۔ اور حق کو چھپاؤ نہیں تم تو عالم ہو جانتے ہو اب حق کو باطل سے ملانے کے لئے بھی دیکھ لو۔ اور اس کی تفسیر کے لئے غور کرو کہ **یا عیسٰے انی متوفیک ورافعک الیّ** میں قرآن محکم نے جو ترتیب ازلی اور محکمانہ رکھی ہے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نہیں نہیں یہ ٹھیک نہیں معاذ اللہ خدا سے غلطی ہو گئی۔ اللہ اللہ کس قدر بیباکی اور شوخی ہے۔ ناتوان انسان کہاں قدم مارتا ہے اور کس مقدس ذات کی شان میں لب کشائی کرتا ہے کیا یہ ہنسی کی بات نہیں؟ دیکھو کیونکر حق سے باطل کو ملا دیا۔

وانتم تعلمون یہ لفظ خدا کے غضب کو کھینچنے والے ہیں۔ روحیں خوب جانتی ہیں کہ ہم بے ایمانی کرتی ہیں۔ دعوے کرنے والا سچا ثابت ہوتا ہے مگر جان بوجھ کر گواہی نہیں دیتے اب بیرونی ثبوت دیا۔ **واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین**۔ جس جماعت کی شمولیت کا حکم دیتے ہیں یہ خدا کے فرمانبرداروں کی اعلیٰ جماعت رسول اللہ کی جماعت ہے۔ مگر **اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم**۔ لوگوں کو تو تم حکم دیتے ہو۔ کہ ہر ایک انسان سے نیکی کرو مگر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کی جماعت کے ساتھ خود یہ سلوک کرنا چاہئے۔ کہ غیظ و غضب و سب و شتم کر کے رکھ دیا جاوے اور کوئی دقیقہ ازار رسانی کا باقی نہ رکھا جاوے۔ **وانتم تتلون الکتب** تم تو کتاب اللہ میں پڑھتے ہو مگر انسان جب تک اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ نکالے دوسرے کی آنکھ کا تنکا کب نکال سکیگا پھر آخر کار نمونہ بھی دکھایا اور الٰہی کتابوں اور اسکی دائمی سنت کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اس کے بعد فیصلہ حق و باطل کا عجیب ذریعہ بتایا کہ تم دعاؤں اور روزوں کے ساتھ راتوں کو اٹھ اٹھ کر گڑگڑا کر دعائیں مانگو کہ اے مولا کریم ایک شخص کہتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ ہم تیری رضا کے خواہشمند ہیں اگر وہ سچا ہے تو تو اطمینان اور سکینت عطا کر اور خواب یا کشف کے ذریعے اس کی سچائی ہمارے دل پر ظاہر کر دے اور دل کو ٹھیک طرف متوجہ کر دے ٹھیک اسی مضمون کا اشتہار کو پورا کرنے والا اشتہار ہمارے امام کی طرف سے شائع ہوا اور میں سچ کہتا ہوں کہ طالب حق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی نشان اور آیت کی ضرورت نہ تھی وہ کافی تر تھا۔ رات کے اندھیرے میں تاریک کوٹھری میں جب نیچر سویا ہوا ہے۔ ایک انسان مولا کریم کے حضور دعا مانگتا ہے۔ پھر اس وقت خدا کا فضل اس کی دستگیری کرتا ہے۔ ہمارے حضرت امام نے بھی یہی فرمایا کہ تم دعائیں مانگو میں اگر حق پر ہوں تو خدا تعالے تم پر میرا حق پر ہونا ظاہر کر دے گا۔ مگر نادانوں نے اس پر بھی توجہ نہ کی۔ اب اس قدر بیرونی اور اندرونی شواہد کے قائم ہو جانے کے بعد اور طریق تصفیہ بتلا دینے پر بھی اگر کوئی حق کی طرف نہ آنے اور خدا کے فضل سے بہرہ ور نہ ہو تو اس میں قصور کس کا۔ پھر اتمام حجت ہو جانے پر خدا کے غضب کو کون روک سکتا ہے۔ اور آسمانی بجلی کو کون کہہ سکتا ہے کہ اے بجلی آسمان سے نہ گر سکر و ھڑ کے والے لوگ۔

خدا ہم سب کو اپنے فضل سے اس راہ پر قائم رکھے جو انعمت علیہم کی راہ ہے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی نبیہ محمد و آلہ اجمعین۔

ایک خط اور اسکا جواب

مندرجہ ذیل ایک خط جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام لکھا گیا تھا۔ چونکہ اس خط کے جواب کی بذریعہ الحکم خواہش کی گئی تھی۔ لہذا جناب ممدوح نے یہ کارڈ ہمارے سپرد کیا۔ جس کو ہم مع اوس کے جواب کے شائع کرتے ہیں۔

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

جناب مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ایک روز قرآن شریف کی تلاوت کرتے کرتے بندہ کی نظر ان آیات شریفہ پر پڑی۔ جو س ۲۔ پ ۳۔ اور س ۵ پ ۷ میں موجود ہیں۔ وہ آیات شریف انجیل کے حواریوں کی وقعت کے برخلاف پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف حواریوں کو ہر ایک عیب سے بری کرتا ہے۔ جو عیب کہ انجیل نے حواریوں پر لگائے ہیں۔ اب ہم بہت حیران ہیں کہ قرآن شریف کا مضمون تو ٹھیک ہے مگر انجیل نے کسی کو ملعون اور شیطان اور کسی کو مسیح کی ہتھیلی سے روپیہ چرانیوالا۔ اور کسی کو ۳۰ روپیہ لے کر مسیح کو گرفتار کرنیوالا

اور بندوں کو گرفتاری کے وقت منتشر ہو جانے [illegible] اگر ہم سولہ قرآن شریف ان کی سچی تواریخ کو دریافت کریں تو کہاں سے دریافت کر سکتے ہیں۔

(۷) اور سورۃ یوسف میں یوسف کا اپنے بھائی کے اسباب میں پیمانہ کا پاس رکھنا۔ اور پھر اس کو پکڑ کر اپنے پاس رکھنا [illegible] نبیوں کی شان کے شایاں نہیں۔ کیونکہ پہلے [illegible] اپنے بھائی کے اسباب میں پیالہ رکھ دیا تھا۔ اور پھر اس کو چور بنا کر اپنے پاس رکھا۔ اور قرآن شریف کی آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے [illegible] **جَعَلَ السِّقَايَةَ** [illegible] بتلاتی ہے۔ کہ یوسف نے عمداً پیالہ کو اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔ کیونکہ جعل کے معنے [illegible] جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً** اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ** [illegible] ہم دیکھتے بہت سی آیات شریفہ قرآن کریم میں جعل کے لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ جو یہ پرچہ الحکم میں درج فرما کر [illegible] مشکور فرمادیں۔

[illegible]

سرکاری

فاما الجواب

حواریوں پر قرآن شریف

حواری نقص لازم نہیں مسیح علیہ السلام

[illegible] اور وہ ایسی مقدس انسان کی رسالت [illegible] یہ بات بالکل ٹھیک اور واقعی امر ہے۔ کہ ایک راستباز اور پاک انسان کے صحبتی ناپاک اور بدنام [illegible] نہیں ہو سکتے۔ پس برخلاف اس امر کے جو قرآن کریم نے حواریوں کی نسبت فرمایا۔ کوئی بھی پختہ اور قابل پذیرائی ثبوت ان نامعقول باتوں کا جو حواریوں سے [illegible] کسی کے پاس قطعاً نہیں۔ ہاں اناجیل موجودہ [illegible] مسلم اور فیصلہ شدہ بات ہے۔ کہ انجیل [illegible] کی طرف منسوب ہیں۔ اور لوقا اور [illegible] کے نام سے مشہور ہیں۔ [illegible] اناجیل کے سر پر ان لوگوں کے نام موجود [illegible] انجیل منسوب ہیں۔ اور ان نامول [illegible] قرآن اور حدیث۔ آثار صحابہ

واقوال تابعین اور آئمہ اہل اسلام میں [illegible] قرآن کریم ایک الہامی کتاب [illegible] علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی مگر وہ [illegible] سے انکار کرتے ہیں۔ اور کلام [illegible] سیدنا مسیح علیہ السلام کو وہ [illegible] راستباز اور مقدس [illegible] کوئی کلام نازل [illegible] اسرار کا انکشاف کبھی ہوا کرتا ہے [illegible] ایک قسم کی [illegible] اور جماعت اہل سنت [illegible] اور یہ کیا ہے [illegible] اور یہود سے [illegible] اہل سنت والجماعت جناب علی مرتضیٰ ایک راستباز اور مقدس انسان کو مانتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] میں سے تھے۔ اسی طرح یہ بھی [illegible] ہو گئی ہے ورنہ وہ مقدس انسان [illegible] سے ایک اور نبی اسرائیل کے خاندان [illegible] کا خادم تھا وہ وجیہاً فی الدنیا والآخرہ اور اس کے حواری نحن انصار اللہ کہنے والے راستباز لوگ تھے اور انجیلی مسیح کوئی اور خدا جانے کون شخص تھا ایسا ہی اس کے حواری بھی اس کے ہم شکل تجویز کر لئے گئے۔ جیسا کہ [illegible] انجیل کسی یسوع کا ذکر کرتی ہے ہمارے [illegible] صاف طور پر لکھا ہے کہ یسوع نام ایک شریر انسان تھا اور وہ پھانسی دیا گیا حالانکہ قرآن کریم صاف طور پر مسیح ابن مریم کی نسبت فرماتا ہے ما قتلوہ وما صلبوہ پس موجودہ اناجیل کا یسوع نامی شخص قرآن کریم کا عیسیٰ بن مریم نہیں ہو سکتا اور نہ یسوع کے حواری سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواری قرار پا سکتے ہیں ایسی حالت میں تعجب ہے کہ آپ کیوں حیران ہیں یسوع کے حواری اگر اس کو ملعون اور [illegible] کہیں تو ہمارا کیا نقصان ہے ہمارے خیال میں پہلے سوال کا جواب کافی آچکا ہے۔ اور اگر مستفسر صاحب اس پر کچھ اور کلام کریں گے۔ تو زیادہ تشریح کر دی جاویگی۔

باقی آئندہ (ایڈیٹر)

انجمن حمایت اسلام لاہور اور امہات المومنین کے میموریل

پر

سیدنا مرزا صاحب کی ضروری اور قابل قدر میموریل

پر

پنجاب آبزرور لاہور کی نکتہ چینی

من چہ سرایم [illegible] خیال من [illegible] شدم

[illegible] بد خیالان [illegible] شدم

انجمن حمایت اسلام لاہور [illegible] عرصہ گذرا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام کی نسبت (جو کسی ڈاکٹر احمد شاہ نامی [illegible] کی ایک ہزار روپیہ کی [illegible] جواب [illegible] کے شائع کی ہے۔ اور جس کی [illegible] مسلمانوں کے پاس بھیجی [illegible] گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا ہے [illegible] کتاب مذکور کی اشاعت کامل طور پر ہو چکی تھی [illegible] انجمن حمایت اسلام لاہور کا میموریل ارسال [illegible] کوئی [illegible] سکتا تھا۔ بلکہ ایسے میموریل سے مسلمانوں کا [illegible] ہوتا تھا۔ پس ایک ناصح مشفق نے جو قادیان [illegible] میموریل کا بیں اور اسلام اور اہل اسلام کا فدائی ہے اس نقصان [illegible] کو محسوس کر کے جو ایسی صورت میں اہل اسلام کو پہنچ سکتا تھا فی الفور ایک میموریل طیار کر کے گورنمنٹ [illegible] ارسال کیا کہ انجمن حمایت اسلام کے میموریل کو مسلمانوں کی ضرورت کا کفیل نہ سمجھا جاوے [illegible] انجمن حمایت اسلام کو اگر واقعی اسلامی حمیت اور حمایت کا جوش تھا تو چاہئے تھا کہ سیدنا مرزا صاحب کی سعی کی [illegible] سے اس ایک شتاب کاری سے پہنچنے والے نقصان کا انسداد کرنے کی کوشش کی گروہ بجائے اسکے مخالفت پر [illegible] اس کی طرف سے ابھی باقاعدہ کوئی عملی کارروائی [illegible] پنجاب آبزرور روزنامی اخبار [illegible] کے انشو میں ایک مضمون سیدنا

مرزا صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے میموریل پر استہزا اور تمسخر آمیز نکتہ چینی کے لباس میں شائع ہوا ہے جس کی ٹون بتلا دیتی ہے کہ اگر کل نہیں تو انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کے بعض ممبر اگر محرک نہیں تو واقف ضرور ہیں۔ بہرحال ہم کو اس سے بحث نہیں ہونی چاہئے کہ انجمن کی تحریک سے وہ مضمون لکھا گیا یا ایڈیٹر صاحب کو خود ہی جوش نے مجبور کر دیا بلکہ ہم اس مضمون پر معقول طور سے نظر کرنا چاہتے ہیں۔ اوبزرور کی ساری تحریر کا لب لباب اور خلاصہ اگر اس کی شوخی اور استہزا کو نکال دیا جاوے مندرجہ ذیل امور ہیں :-

اولاً۔ انجمن حمایت اسلام کی غرض نہ تو میموریل سے جواب لکھنا ہے اور نہ مولف امہات المومنین پر استغاثہ کرنا بلکہ گورنمنٹ کو اس کتاب کی اطلاع دینا مقصود ہے جو کتاب مذکور سے اُن کو پہنچا۔

ثانیاً۔ سیدنا مرزا صاحب دام اللہ برکاتہم کا میموریل کبھی باوقعت نہیں ہو سکتا اور مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ تعلیم یافتہ اور معزز لوگ میرے ساتھ ہیں ایک گوشہ میں بیٹھ کر قابل پذیرائی اور جائز نہیں ہے۔

ثالثاً۔ کتاب کا جواب لکھنا ہرگز ہرگز مناسب نہیں اور معقول اور مہذب جواب جس کا سیدنا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے ہو نہیں سکتا خصوصاً حضرتنا اقدس سے۔

رابعاً۔ سیدنا مرزا صاحب اپنے کسی پہلے انگریزی میموریل میں موجودہ میموریل کے متضاد لکھ چکے ہیں۔

خامساً۔ ایک طرف مرزا صاحب سب و شتم پر صبر اور برداشت کی تعلیم دیتے ہیں دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں جو باہم مخالف امر ہیں۔

سادساً۔ سیدنا مرزا صاحب کی تحریروں نے مسلمانوں کو آریہ وغیرہ لوگوں کے ہاتھ سے صدمہ پہنچایا ہے خصوصاً پچھلے سال میں ہم نے جہاں تک نظر کی ہے یہی چھ امور اوبزرور کی تحریر کا ماحصل ہیں جن پر ہم ایک نظر کرتے ہیں۔

امر اول کے متعلق اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام نہ جواب لکھنا چاہتی ہے اور نہ استغاثہ کرنا۔ پھر وہ گورنمنٹ سے کس قسم کا انسداد چاہتی ہے۔ ہم کو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام جواب صرف اپنی ایک بات کو پالنے کے لئے جواب دینے سے گریز کرتی ہے۔ اپنے مقاصد کے نمبر اول میں معترضین اسلام کے جواب دینا ہی تحریر کرتی ہے چنانچہ ہم بھی اس کو درج کرتے ہیں۔

"(۱) معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے اور اس مقدس مذہب کے اصول کی حمایت اور اشاعت کرنی۔ "

آخر میں نمبر ۶ میں ان مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بھی بتلایا ہے یعنے ان مقاصد کی تکمیل کے واسطے واعظوں کے تقرر اور رسالے کے اجراء وغیرہ وسائل کو عمل میں لانا"

اب انجمن کے ان مقاصد پر نظر کرنے کے بعد ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ انجمن جس کا اول الغرض معترضین اصول مذہب اسلام کے تحریری یا تقریری جواب دینا تھا اب اُسے کیونکر تو منع کرتی ہے اور نہ ہم نے اس اصول کی ترمیم ہی آج تک انجمن کے کسی کاغذ میں دیکھی کہ اب بجائے جواب دینے کے میموریل بھیجے جایا کریں گے۔

ہم کو انجمن کی شتاب کاری پر سخت افسوس ہے اور اس سے بڑھ کر اوبزرور کی تیزی پر کہ اس نے بلا سوچے سمجھے نکتہ چینی شروع کر دی ہم کو اس امر پر کافی بحث کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ہم یہ ثابت کرتے پھیر کہ آیا سیدنا مرزا صاحب کے ساتھ تعلیم یافتہ گروہ ہے یا نہیں کیونکہ متعدد مرتبہ یہ امر روز روشن میں آ چکا ہے اور خود اوبزرور کا ایڈیٹر اس امر سے واقف ہے اور قطع نظر اس کے تعلیم یافتہ گروہ کا ہونا یا نہ ہونا کسی امر معقول کی نفی نہیں کر سکتا اسلئے اسکو ہم خارج از بحث سمجھتے ہیں۔

امر ثالث کی نسبت اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ اگر معقول اور مہذب جواب نہیں ہو سکتا تھا تو انجمن نے آپ کس بنا پر معترضین مذہب اسلام کے جواب تہذیب سے دینے کا ذمہ اٹھایا تھا اور کیا اوبزرور کا ایڈیٹر جو خود بھی انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کا غالباً ممبر ہے ہم کو بتلا سکتا ہے کہ اس نے کتنی مرتبہ انجمن میں یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس طریق کو چھوڑ دیا جاوے اور اس اصول کی ترمیم کی جاوے اور آج تک جو رسالے میں عیسائیوں کے جوابات شائع ہوتے ہیں انہیں بند کیا جاوے مگر ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز ایسی کوئی تجویز انجمن کی روئیداد میں دکھا سکے گا۔ پھر ایسی نامعقول بات کہ کہ ہم نہیں سمجھتے۔ وہ کیونکر اپنے فرضی مذہبی سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔ اوبزرور کا یہ حملہ کہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب خصوصاً معقول اور مہذب جواب نہیں دے سکتے ایک دریدہ دہنی ہے جو خدا تعالیٰ کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر کی گئی ہے۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور خود اس مرد خدا کے جوابات شائع کر چکی ہے اگر اس نے نہیں دیکھے تو وہ ایک عیسائی کے تین سوال اور اُن کا جواب پڑھے۔ ہم کو بار بار حیرت آتی ہے کہ انجمن نے جس حال میں بنا یہ اصول اول قرار دیا ہے اب اُسے چھوڑ کر میموریل بھیجنے کا اصول کہاں سے تراش لیا ہے۔ اور حضرتنا اقدس سیدنا مرزا صاحب نے جس قدر معقول اور مہذبانہ پیرایہ میں جواب دیئے ہیں کوئی دوسرا اُس پر قادر نہیں ہو سکتا۔ آپ کی ہر ایک تصنیف اس امر کی شاہد عدل ہے ہاں اگر انہیں صداقت کی لازمی مرارت نے ایڈیٹر اوبزرور کو نکتہ چینی کا موقع دیا ہو تو یہ اُس کی بدقسمتی ہے کہ اُس نے پہلے ان کتابوں کو نہیں پڑھا جو اسلام پر اُس وقت لکھی گئی ہیں جبکہ سیدنا مرزا صاحب کو خبر نہ تھی۔ مرزا صاحب کی کوئی کتاب اوفنیسو نہیں بلکہ ڈفنیسو ہے۔ اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی وجہ سے آریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو صدمات اٹھانے پڑے ایک بڑی بھاری ناشکری ہے جو خدا تعالیٰ کی نعمت سے کی جاتی ہے مرزا صاحب کا وجود باوجود اسلام اور اہل اسلام کے لئے ابر رحمت ہے کاش اس سے کوئی فائدہ اٹھاوے آریوں نے اپنے کو تکوں خمیازہ کھینچا۔ اس میں یہ وعمر پر کیا الزام یہ ایڈیٹر اوبزرور کی خوش فہمی ہے یا اُس کی غیرت اسلام کہ وہ از خود ایک ایسا خوفناک الزام ایک مقدس راستباز پر لگاتا ہے جس سے اُسکا وجود گورنمنٹ تک کے نزدیک جو ایک غیر قوم اور غیر مذہب ہے پاک ثابت ہو چکا ہے۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ کتاب ستیارتھ پرکاش اور بھرا اندر وغیرہ جس وقت طیار ہوئی تھیں اس وقت مرزا صاحب کی تصنیفات ابھی دنیا میں پیش بھی نہ ہوئی تھیں۔ اور قطع نظر اس کے حضرت مرزا صاحب نے کبھی اور کسی حال میں کسی کے بزرگ پر دل آزار حملہ نہیں کیا اوبزرور ہم کو بتلائے کہ کیا انجمن نے اس سے پیشتر بھی کوئی اس قسم کی کارروائی کی ہے اصل بات یہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام اس معاملہ میں بالکل تہی دست ثابت ہوئی ہے معترضین مذہب کے جواب دینے کا اصول تو انجمن نے قائم کر لیا تھا مگر آج تک اس نے اس پہلو میں اس قدر کام کیا ہے۔ کہ نہ کرنے کے برابر ہے اور چونکہ وہ اس راستہ میں چل نہیں سکتی اس لئے رفع ندامت کے لئے اس نے یہ سہل سوچ لی کہ چلو قریب تر حقیقی ہوئی مسلمانوں کو کہدیں گے کہ میموریل بھیجدیا ہے۔ بھلا میموریل سے کیا ہو سکتا ہے جب ایک جائز حق گورنمنٹ نے پہلے سے دے رکھا ہے اس سے کام نہ لینا بھی ایک قسم کی ناشکر گذاری ہے یہ تھوڑی عاقبت ہے

کہ گورنمنٹ نے ایسی آزادی سے ہر ایک کو بہرہ مند کیا ہے وہ کسی کو جواب دینے سے نہیں روکتی۔

امر چہارم میں جو ادیٹر رسالہ کی کوتاہ فہمی اور عدم تدبر کو ثابت کئے دیتا ہے۔ آج تک مرزا صاحب کی قلم سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا۔ جو موجودہ میموریل کے خلاف ہو۔ ہاں اس سے پیشتر بھی اور اب بھی سیدنا مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ ایسا قانون ہونا چاہئے جو مذہبی میدان میں نبرد آزمائی کرنے والوں کو ایک خاص حد کے اندر رہنے دے۔ یعنے وہ کسی مذہب پر ایسا اعتراض نہ کریں جو اس کی مسلّمہ کتب میں ثابت نہ ہو۔ یہی پہلا میموریل میں درج تھا جس سے ادبزرور کا خوش فہم ایڈیٹر مخالف رائے پیدا کرتا ہے اور باہم دونو میموریلوں میں تناقض بتلاتا ہے۔ کیا دنیا میں صلحکاری اور راستی اور امن پھیلانے کی اس سے بہتر کوئی سبیل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور یہ امر جواب دینے کے متخالف نہیں بلکہ جیسا اس انگریزی میموریل میں ظاہر کیا ہے جواب دینا بھی ایک قسم کا امن پھیلاتا ہے اس لئے کہ ایسے دل آزار حملوں سے جو صدمہ مسلمانوں کو پہنچتا رہا ہے اس کا جواب جب مخالف کو مل گیا ہے تو ان کو ایک قسم کی تسلی اور صبر آگیا ہے۔ اسی وجہ سے موجودہ حالت میں بھی سیدنا مرزا صاحب نے جواب دینا ہی پسند فرمایا ہے۔ اور ہم کو اس سے بہتر کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ ایک طرف صبر اور برداشت کی تعلیم ہے اور دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں یہ باہم تضاد باتیں ہیں یہ بھی ہمارے ہمعصر کی خوش فہمی ہے یا تو وہ صبر کی فلاسفی نہیں جانتا اور یا عمداً استہزا کرتا ہے صبر اور برداشت ایک کتاب کے دل آزار حملوں کے جواب دینے کے مخالف کہاں ہیں؟ یہ بھی تو صبر ہی ہے کہ ان حملوں کو سرد دل سے سن لیا۔ اور بطریق احسن جس کی ہدایت قرآن کریم میں ہے ان کا جواب دے دیا۔

ہاں یہ امر صبر اور تحمل کے صریح مخالف ہے کہ اس پر تدبر نہ کیا جاوے اور گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیج کر ہی خاموش ہو رہے۔ الغرض جو کچھ پنجاب ادبزرور نے ظاہر کیا ہے۔ وہ غیرت اسلام کے جوش سے نہیں بلکہ چند شخصوں کی ایک بات کو پالنے کی خاطر لکھا ہے اور ہم کو افسوس ہے کہ یہ لوگ کیوں ایک مناسب اور جائز اور مفید ترین بات کی قدر نہیں کرتے؟ اصل یہ ہے کہ جب ان کو دیدہ دوربین اور دور اندیش دل ہی نہیں ملا جس سے وہ اس موجد کی برکات سے بہرہ ور ہوں تو وہ اس کی باتوں پر کب کان دھر سکتے ہیں۔ اب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ دیکھا جاوے اور انتظار کیا جاوے کہ گورنمنٹ انجمن کے میموریل پر کیا جواب دیتی ہے اور اس کے لمبے چوڑے دعووں کی کہاں تک متکفل ہوتی ہے۔

اس کے بعد پھر مناسب رائے ظاہر کی جاوے گی اس وقت اس جواب سے بیشتر کچھ کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اوبزرور خود اپنی تحریر کو پڑھے کہ اس میں استہزا اور تمسخر کے سوا رکھا کیا ہے کیا کوئی معقول اور موزون بات بھی ہے۔ یا نری الفاظ پرستی ہی ہے۔ دنیا کو معلوم ہو جاوے گا جس وقت اس خدا کے مرد کی آواز ظاہر ہوگی۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا اپنے نذیر کی سچائی کو زور آور حملوں سے ظاہر کرے اور ناعاقبت اندیش نادانوں کی قلعی کھول دے۔ چونکہ جناب مرزا صاحب خود ہی اوبزرور کی غلط فہمیوں پر تادیبی ریمارکس شائع کرنے والے ہیں۔ اس لئے ہم اس مضمون کو یہیں ختم کر دیتے ہیں۔ والسلام +

دارالامان میں جلسہ طاعون

جیسا کہ ہمارے کسی گذشتہ نمبر سے واضح ہوا ہوگا عالیجناب سیدنا مرزا صاحب ادام اللہ فیوضہم نے ایسی حالت میں کہ لاہور میں اطبا کا ایک جلسہ طاعون ہو چکا تھا قرین مصلحت سمجھا کہ دارالامان میں اپنی طور پر ایک جلسہ کریں چنانچہ اس جلسہ کیلئے وہ اعلان شائع کیا گیا جو ہم پچھلے نمبروں میں چھاپ چکے ہیں اور اس جلسہ کے لئے عید اضحیٰ کا موقع بہت موزون اور مناسب سمجھا گیا۔ اعلان کے شائع ہونے پر پشاور سے لیکر پٹیالہ تک کے احباب جمع ہو گئے جلسہ کی مختصر کارروائی ہمارے مخدوم شیخ رحمۃ اللہ صاحب تاجر لاہور نے ایک خاص اشتہار کے ذریعے شائع کر دی ہے جسکو ہم بطور ضمیمہ آج کے اخبار کے ساتھ شائع کرتے ہیں اس لئے اس پر کچھ زیادہ ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں ہم نے اس جلسہ میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب سلمہ ربہ اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی بیش قیمت تقریریں قلمبند کر لی ہیں جن کو مناسب صورت میں عنقریب شائع کرینگے اجمالی طور پر جلسہ کے حالات سے واقفیت کے لئے جلسہ طاعون کی کارروائی کے عنوان سے جو اعلان شیخ صاحب نے شائع کیا ہے کافی تر ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے محترم مخدوم جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی (جس کی عمر قریباً ایک سال کی ہوگی) نے آغوش مادر کو خالی کر کے آغوش دایۂ رحمت الٰہی میں آرام کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولوی صاحب جیسے راضی برضائے الٰہی کے لئے صبر و تسلیم کی تلقین حکمت بہ لقمان آموختن ہے البتہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو نعم البدل دے اور عزیزہ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

۲۔ موسم میں گرمی کا خوب رنگ آگیا تھا مگر چند روز سے خوب جھکڑ اور تند ہوا چلتی ہے۔ ۱۲۔ کی شب کو خاصی بارش بھی ہوگئی جس سے اتنی حدت فی الحال نہیں رہی۔

۳۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بدستور اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اور ایام الصلح کا ترجمہ زور سے کر رہے ہیں۔

۴۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ حسب معمول جاری ہے۔ حضرت اقدس بفضل خدا مع اپنے جمیع ممبران خاندان تندرست اور عمدہ ترین حالت صحت رکھتے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

• للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

گذشتہ دسمبر کے جلسہ کی رپورٹ کے اشتہار سے ہمارے ناظرین اکتا گئے ہوں گے مگر ہر ایک کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ رپورٹ مذکور اب باقاعدہ زیر طبع ہے اور حتی الوسع عجلت ممکنہ میں اس کی اشاعت کی امید کی جاتی ہے۔

توجہ بھی چاہئے

ہمارے بالغ نظر ناظرین جو ہمارے دست و بازو ہیں الحکم کی امداد و اعانت میں سست نہ ہوں۔ خریدار پیدا کر کے اس کی کثرت اشاعت کا ذریعہ بنیں۔ اور زر چندہ ارسال کر کے اور کرا کے اس کی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہوں۔ کیونکہ مالی مشکلات کے دور ہونے پر باقی مشکلات بالکل ہیچ ہو جاتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

ایک شیعہ کے نام جناب مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک قابل قدر خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

جناب سید صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط مجھے ملا۔ افسوس آپ نے عبث آپ کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ مجھے جناب علی رضی اللہ عنہ سے ویسی ہی محبت ہے کہ جیسی ایک راست باز متقی کو اس امام المتقین سے ہونی چاہیئے اور بجز نص صریح کے اظہار سے اپنا عقیدہ لکھا اور اس رسالہ میں بھی بقدر ضرورت کے لکھا اور یہ خط او شرعاً ایک نیک گمان شخص کے لئے کافی تھا۔ مگر میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ آپ بڑی کوشش اس میں مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ میں ملزم قرار پاؤں۔ انسان اپنے منطوق کلام سے قابل اخذ و ملام ہوتا ہے نہ مفہوم و مقتضائے کلام سے۔ میں نے منطوقاً و نصاً تو اپنے صادق ہاتھ العمر کا اظہار کر دیا۔ اور آپ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اتنا لکھنے پر بھی مجھے حب آل اللہ اور آپ کے اس اعتراف نے قائل کیا۔ کہ آپ کو اس سلسلہ عالیہ سے انتساب ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے خوب جانتا اور اس کا قانون فعلی یعنی مخلوق کی تاریخ گواہ ہے کہ میں اس رسالہ کی تحریر سے اپنا مخلصانہ مدعا باکمال وجوہ پورا کر چکا اور سمجھنے والوں میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ اور دوسری بات نہایت کے تکرار کرتا ہوں کہ مجھے بفضل اللہ و توفیقہ ایسا نافع کہ وہ گا مجھے یقین ہے کہ اس کی قوت دلائل پہلے رسالہ سے کہیں بڑھ کر ہوگی اور آپ کا دھیل دیا کہ آخر لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں میری طرح میں اور لے جنبش و اضطراب پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر مجھے یہ سنایا جاتا کہ میری کوشش کو خدا جو تقلیب سے قبول کر لیا ہے تو مجھے اندیشہ ہوتا کہ میں ایک منافق اور عند اللہ مردود و مخذول ہوں۔ سنت اللہ ہمیشہ یوں ہی چلی آئی ہے کہ صادقوں کا ساتھ تھوڑے ہی دیتے اور قلیل ہی جو ان کے ساتھی جماعت کا شکر کرنے اور تبدیل ہو وادیے ہیں۔ سید صاحب آپ فرماتے ہیں کہ اس پہلے خط کو شائع کر دیا جاتا میرے پیارے سید اور سادہ سے بزرگ آپ کو یا تو کچھ مغالطہ لگا ہے کہ آپ نے کچھ نا یہ الاعتنا امر اس میں لکھا ہے یا آپ کے

سادہ نیک نہاد اصحاب نے آپ کو مغالطہ دیا ہے کہ آپ کی تحریر میں کچھ بات بھی ہے۔ آپ میرے اس خط کے بعد سر دل سے اس میں غور کریں کہ آپ نے لکھا ہی کیا ہے۔

اس سارے خط میں جواب تک میرے پاس محفوظ ہے آپ نے دو ہی باتیں کی ہیں۔ اول مجھے دشمن جناب علی رضی اللہ عنہ ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش فرمائی ہے۔ دوم بنی عباس کی خوشامدیوں کی جھوٹی تاریخوں کی لغو روایات کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اسلام کو غیر ملکوں میں پھیلانے والے اور پھر آخر دم تک کلمہ طیبہ پر قائم رہنے والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معائب شماری کی ہے اور خوب ہی جی کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے غور نہیں فرمائی کہ میں علی کا دشمن کیا خارجی ہوں یا ناصبیہ فرقہ کا ممبر ہوں۔ یہ بھی غلط ہے کہ اس لئے کہ وہ بحیثیت قوم تو حضرت علی اور حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یکساں بیزار ہیں۔ ابھی مسقط کے ایک عالم کی کتاب جو بڑا مستند خارجی عالم تھا ہمارے ایک دوست نے ارسال کی ہے اس میں ان کی عقائد ان ائمہ دین کی نسبت پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رافضی شیعہ تو آپ کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ میں نہیں ہوں۔ رافضی تو میری خوش قسمتی سے اصحاب ثلاثہ کے سامنے میرے نام پر بھی ضرور تبرا کرتا ہوگا۔ تو پھر خدا کے لئے آپ ہی فکر کریں کہ میں کیا ہوں۔ بس یہی کہ میں بفضل اللہ پکا محمدی سنی ہوں اور محمدی ہمہ تن لعنت بھیجتا ہے ابوبکر کے دشمن پر عثمان کے دشمن پر علی کے دشمن پر حسن کے حسین کے دشمن پر معاویہ کے دشمن پر ہر ایک صحابہ کے دشمن پر۔ اب بتائیے کیونکر کسی کو حق پہنچتا ہے کہ میری کوئی ایسی تحریر ثابت کرے۔ ذرا سی ہی کریں تب سے میں دشمن علی رضی اللہ عنہ ٹھہر جاؤں۔ ہاں اصل بات دور نکل گئی۔ آپ نے حضرت علی پر اپنی تحریر میں کیا احسان کیا آپ نے جو ستم ڈھانا چاہا مجھے ہی غلطی سے نشانہ بنایا۔ سمجھا اس کے کہ آپ وہ خط جو شکستہ لکھا ہے اور جس میں حقیقتاً بجز جوش اور ابال کے کام کی کوئی بات ہی نہیں شائع کریں اور بے قاعدہ الواقع مجھے بے خیال ہے اس نہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ شیعوں کے مدعا اور اقرار کردہ علی کے سر پر سے ان الزامات کو اٹھانے کی کوشش کریں جو سنیوں کی تصویر پر لامحالہ وارد ہوتے ہیں اور ایک ایسی ہستی کا حامی اور مددگار ہونا ظلم سے انتقام لینے والا حق رکھتا اور رہوع بھی تھا کہ وہ تصویر لکھا کے سامنے

اس کے واقعی خد و خال کے پیش کرتا۔ اور وہ میں نے پیش کی اور اس میں بحمد اللہ اس حد تک کامیاب ہوا جو ایک صادق کی کامیابی کے لئے مقرر ہے۔ تعجب اور پھر تعجب کی بات ہے کہ میں جو لکھنے والا اور بولنے والا ہوں میں علی وجہ البصیرۃ گواہی دیتا ہوں کہ میرا مدعا جناب علی رضی اللہ عنہ کی اہانت نہیں ولعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علی من یعادی علیاً او یسبہ او یبغضہ مگر آپ میرے دل پر حکومت کرتے اور غلطی کھاتے ہیں کہ الفاظ سے ایسا نکلتا ہے۔ کہاں تہذیب مقتضی اس امر کی ہے کہ کوئی اپنا عقیدہ قسم کھا کر کسی کے آگے بیان کرے بجز ترحم کے۔ سو میں نے کہہ دیا آئندہ آپ مختار ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ نے حضرت امام زمان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کا تازہ رسالہ حجۃ اللہ شیعوں کے خلاف نہیں دیکھا۔ حضرت امام زمان نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عظیم الشان پیرو اور براہین میں ان کے عجیب شان کو معروف ہے میرے لیکچر کے اس حصے کو جس پر آپ غلط فہمی سے ناراض ہوئے ہیں اپنے رسالہ میں زبان عربی میں ترجمہ کر دیا بلکہ کچھ اور سخت الفاظ بھی زیادہ کئے ہیں آپ از راہ کرم ضرور اس رسالہ کو پڑھئیں۔ یہ لیکچر حضرت اقدس نے اتنا پسند فرمایا کہ چار مرتبہ چھپوایا اور اپنی طرف سے مختلف مقامات میں بھیجا گویا یہ حضرت ہی کی تصنیف ہے۔ یہ بڑا ہی زبردست حربہ اور محکم اصول ہے جو دشمن کو قیامت تک سر اٹھانے نہیں دیتا کہ ان کے مسلمات عقائد کی بنائی ہوئی تصویر کی تقبیح و تشنیع کی جائے۔ اور مجھے بحمد اللہ یہ بڑا بھاری فخر حاصل ہے کہ اب تک اعدائے حق سے کوئی شخص قرآن کریم کے اصول کو مدنظر رکھ کر میرا جواب دے نہیں سکا حالانکہ بڑے بڑے غیرت مند مجتہدوں کو لاہور لکھنؤ سیالکوٹ اور دیگر مقامات میں رسالہ بھیجا گیا۔

۱۔ جب ہم بصدق دل مانتے ہیں کہ ابوبکر صدیق سے اول المہاجرین حضرت علی ہیں (اور خدا کے فضل سے ہمارے پاس کافی سامان ان باتوں کے ثبوت کے لئے موجود ہیں) اور پھر مدۃ العمر بیچے اخلاص سے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ آپ نے بسر کی۔ اور حسن نا پاک گندی روایت ہے کہ حضرت عمر نے تو جناب زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ پر لات ماری تو از راہ کرم فرمائیے ہمارے عقیدہ ہمارے محبوب علی رضی اللہ عنہ پر کیا کوئی الزام وارد ہو سکتا ہے۔ اب تو کیا صحیح نہیں کہ شیعوں کے عقاید کے موافق شیعوں کے علی پر وہ

سب الزام وارد ہوتے ہیں جو اُس نفاق شیعین کی بنا پر رسالہ میں لکھے گئے۔ اور ہمارے نزدیک کوئی علی حقیقی موجود بوجود خارجی ایسا نہیں ہوا جو اُن الزامات کا مستحق ہو جو لکچر میں وارد کئے گئے تو پس فرضی علی ہوا یا اور کچھ۔

۳۔ قرآن کریم گواہی دیتا ہے اور وہ صادق عادل گواہ بس ہے ونزعنا ما فی صدورہم من غل الآیۃ۔ میں حیران ہوں کہ ہمارا ایمان لذیذ اور محبوب اور مقبول ہے کہ تسلیم کیا جائے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کینے غل و غش اور حقد و عناد سے پاک تھے جو جنس اور دنیا داروں میں ہوتا ہے اور جس کے ثبوت کے ٹھیکہ دار رافضی قوم ہے۔ یا یہ ایمان سکینت بخش اور عند اللہ مقبول اور اسلام اور رسول اسلام کی عزت تبلیغ فرمانے والا ہے کہ مانا جائے کہ وہ دل میں کچھ رکھتے اور زبان سے کچھ نکالتے تھے۔ رات دن ایک دوسرے کی استیصال کی تاک گھات میں لگے رہتے تھے اور جب موقع پاتے فریب سے دغا سے لوگوں کو اکسا کر ورغلا کر اپنی کمینی نفسانی غرضیں پوری کرتے تھے۔ اور گدیوں اور جائدادوں کے پیچھے اسی طرح رات دن کڑھتے کباب ہوتے رہتے تھے جیسے ہمارے ان کے بدقسمتی ناخدا ترس گدیوں کی وراثتوں کے مقدمات کے پیچھے حکام انگریزی کی کچہریوں اور عام میں ٹھوکا فضیحتی کراتے پھرتے ہیں۔ ای الفریقین احق بالامن۔

۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت نے مسلمانوں کی باآرام قسمت کا ورق الٹ دیا اور فتن و مصائب کے بڑے بھاری بند کو توڑ دیا جو حقیقتہً حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ناقابل انسداد رخنہ حاصل کر چکا تھا ناممکن ہے کہ حضرت عثمانؓ کے احباب کو ناقابل اندمال زخم دل میں نہ لگا ہو۔ مگر قوم اور رشتہ داروں اور نہایت ہی قریبیوں کی نسبت کون ایسے الفاظ لا سکتا ہے کہ ان کی زار حالت کو بیان کر سکے۔ اور پھر قوم بھی بنو امیہ۔ جری۔ ہوشیار۔ سمجھدار اور زمانہ میں ہر قسم کی دلیرانہ کارروائی کر سکنے والے۔ طبعاً ایک دانا خیال کر سکتا ہے کہ ان کے طبائع میں کیسا زلزلہ عظیم پڑا ہوگا۔ جناب معاویہ خلافت اولی اور ثانیہ خلافت سے مستقل اور مکرم معظم گورنر اور بلحاظ دیگر بڑی بھاری سلطنت شام کے بادشاہ چلے آتے تھے امیر المؤمنین عثمان اور مظلوم عثمان اور قریبی رشتہ دار عثمان اور ہم قوم عثمان کے قتل سے کوئی رائے لگا سکتا ہے کہ بیہوش نہ یا صدمہ نہیں پہنچا ہوگا۔

اُسی وقت سے وہ قاتلان عثمان سے انتقام لینے کا ارادہ دامن گیر ہتھان کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی حیص بیص میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہو گئی۔ اور بالآخر جب وہ لوگ جن پر ظن تھا کہ وہ مرحوم خلیفہ کے قاتل ہیں خلیفہ زندہ کے دربار میں موجود ہیں اور کسی قسم کی سزا انہیں نہیں ملی تب تو امیہ وہ منقلب و مکدر ہو گئے ان حالات سے ہم آپ ہی اندازہ کر لیں معاملات کو سمجھ سکنے والا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ کسی نتیجہ پر اور حاکم کس قدر غلط فہمی پر مجبور اور معذور ہو سکتا ہے۔ اور ہمارے اعتقاد میں اور بخلاف اعتقاد خوارج۔ ایسے مقام میں ذری اُن کے خیالات پڑھو تو تمہاری خوب تسلی ہو اور ہمارا شکر کرو۔ حضرت علی جیسا راستباز بہادر بے لوث بے غرض انسان کبھی گوارا نہ کر سکتا تھا کہ اُن کے نزدیک جو قاتل واقعی قاتل ثابت ہوتے اور بکثیر حضرت عثمانؓ کے تو آپ اُن سے یوں درگذر فرماتے غرض اس وقت کے خونناک تحیر نے نہ تو حضرت علیؓ کو کچھ پتہ لگنے دیا اور نہ جناب معاویہ ہی حقیقت کا سراغ لگا سکے اور ادھر ادھر کے غیر ملکوں کے ہزاروں دراندازوں اپنے اغراض کی بنا پر نہ چاہتے تھے کہ اصلیت منکشف ہو جائے۔ آخر آپس میں لڑائی ہوئی۔ اور تھوڑی مدت کے بعد جیسا کہ نتیجہ سے عیاں ہے اس اصلی فطرت اور سچی محبت اور باطنی پاکیزگی نے غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور معاملہ صاف اور انجام بہ صلح ہو گیا۔ ورنہ شیر خدا الغالب علی کل غالب کبھی ممکن تھا کہ درگذر کرتے جب تک ناپاک مدعیوں کو وجود سے ارض مقدسہ کو مقدس نہ کر لیتے۔ یہ محض غلط ہے کہ آپس میں ایک دوسرے پر سب و لعن کرتے تھے۔ اب فرمائیے ہمارے اصول پر حضرت علی کیسے مقدس اور بے آرزو بے لوث ٹھہرتے ہیں۔ اور عراق کے حاکم ہو کر تو حضرت علیؓ بھی ارض جنت کے وارث ہو ہی چکے تھے۔ اب بتائیے وہ حملہ شیعوں کے علی اور فرضی علی پر تھا یا اور کچھ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی بدگمانی نہ کریں گے اور ایک بھائی کا خط آرام سے پڑھیں اور احباب کو سنائیں گے۔ ایک عرض یہ ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں حضرت اقدس مرزا صاحب بھی یاد فرماتے ہیں۔ اگر آپ حکم کریں تو فوراً کرایہ ارسال خدمت ہوگا۔

ہاں ایک کام کی بات رہ گئی تھی۔ وہ یہ ہے کہ پہلے لوگوں میں بھی عادت تھی کہ اسی طرح دشمن کے ایذا سے انتقام لینے کے لئے دشمن کے مقتدا کے اُن اعتقاد کے موافق تصویر کھینچ کر پھر اُس پر جرح کرتے تھے۔ چنانچہ سلسلۃ الذہب میں جامی علیہ الرحمۃ روافض کے ظلم عظیم پر حربہ چلاتے ہیں کہ [illegible]

ان کے علی کی نسبت فرماتے ہیں اور حقیقت میں ایک دنیا دار پست فطرت کی نسبت اس سے زیادہ سچا اور واقعی بیان ہو نہیں سکتا جو اس شعر میں ادا کیا گیا ہے شعر یہ ہے

بر خلافت دلش چنان مائل   لیک بوبکر در میان حائل

اب فرمائیے آپ کا لکچر یا بیان واقعہ ہے کہ کوئی ایسا علی موجود تھا جس کے روح میں یہ تڑپ تھی یا بقول تاریخ ہوں کہ کہ ایک رشتہ دار یہ کہ آنکھ کی طرح وہ نظر خلافت اسے نصیب ہوا اور ہر وقت منہ سے رال ٹپکتی رہتی تھی کہ کاش اس مائدہ کے کنارے بیٹھ کر نعمت نکال لیں مینا آستے ہیں اور دیکھتا ہی رہ جاتا اور ارمان میں نہیں خلافتیں گذر گئیں اور اس اثنا میں ہزاروں حسرتیں جان گداز طمع اور حسرت اُس کے دل سے نکل سکی اور نہ بدبختی نے کسی درجہ پر فائز ہونے کا شرف حاصل کرنے دیا۔ ایک دانا دنیا دار اس کی کیفیت کو سمجھنے والا خوب سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخص کے رات دن کے اوقات کیسے بسر ہوتے ہونگے جیسے شیعوں کے نزدیک اُن کا مقتدا علی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بھی بہت دلائل سے حقیقت میں پہنچ چکے ہیں کہ شیعوں کا سا اعتقاد جناب علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت رکھنا اُن کی پاک ذات کو ہر قسم کے ناپاک اعتراضات کا ہدف بنانا ہے تو اب آپ ہی انصاف سے فرمائیے اور آپ ہی اکیلے منصف ٹھہرے کہ جب ہمارے نزدیک ہمارا مقتدا علی داماد رسول زوج بتول محب و متبع خلفائے ثلاثہ ان تمام عیوب سے مبرا تھا اور حقیقت میں کوئی ایسا علی موجود بوجود خارجی نہ تھا جو اُن خوفناک الزامات کا نشانہ بن سکے تو ہمارے نزدیک وہ فرضی علی ہوا یا کچھ اور۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب قرآن کے پیروں کے لئے وقت ہے کہ مذاہب باطلہ اور عقاید مزخرفہ کے اوپر سے ملمع اتار کر ان کا اصلی ہیار دنیا کو اور خود ان ہی کو دکھایا جائے۔ اس لئے کہ بہتیرے ایسے سادہ دل ہیں جو الفت و عادۃ کے ممارست کی سبب سے اپنے عقاید مسلمہ کی قباحت اور شناعت کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے ہزاروں برکات اور صلوات ہوں اس زمانہ کے مجدد مسیح موعود مہدی مسعود پر جس نے اس اصل محکم کو جو قرآن کے بعد مر چکی تھی اس زمانہ میں اپنے مسیحی نفس سے زندہ کیا۔ اور اس سے اہل حق کے غیظ قلوب کو دور کیا اور اُن کے صدور کو شفا بخشی۔ دشمنوں نے اور ہم طرح تحفہ بلحاظ اسہار کے مقتدا کیسا اُن کے مسلم تھے اس لئے سادہ دل اہل حق اپنے مسلم مقتدا کی نسبت جان خراش سب و شتم سنکر اور بھی کلیجہ پکڑ بیٹھ رہتے اور زود دل کاٹ کاٹ کھاتے کہ اب

وہ انہیں کیا کہیں اس لئے کہ وہ غلطی سے گمان کرتے تھے کہ دشمن کا مقتدا ان کا بھی ویسا ہی مقتدا ہے مگر ہمارے سید سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو کھول دیا اور ثابت کر دکھایا کہ بجز اسماء کے شراکت کے حقائق کچھ نہیں ہیں۔ ان هي الا اسماء سميتموها انتم واباؤكم۔ انصاری کا یسوع اور ہے اور ہمارا حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ اور ہے روافض کا علی کوئی اور ہے جو حرص و آز کا ایک پتلا تھا اور ہمارا علی زکی النفس مطہر القلب کوئی اور ہے۔ ان دونوں کے درمیان بجز اسماء کے اور کوئی شراکت نہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا کار گر ثابت ہوا ہے کہ دشمن کا ایک ہی وار میں کام تمام کر دیتا ہے۔ میں اگر چاہتا تو کثرت اشتغال سے وقت کو زیر دستی چھین کر آپ کے پہلے خط پر چند سطور عرض کر دیتا مگر فقط بنظر عدم الفہمی کے میرے دل میں گذرا کہ شاید آپ دوبارہ غور کر کے اپنے ناتمام اعتراض آپ ہی متنبہ ہو جائیں اس لئے کہ کچھ خود ہر ایک ممکن اور محتمل اعتراض کو رد کرنے کا متکفل ہے۔ لیکن آپ کے دوسرے بااصرار اور وعید آمیز خط نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا۔ پھر اس میں تاخیر وجہ یہ ہو گئی کہ نقل کر لینے والا کوئی نہ ملا اور بے نقل کئے بھیجنا مناسب نہ تھا۔ اب اگر آپ اس خط کو شائع کریں تو جوانمردی کا مقتضا یہی ہے کہ اس عریضہ کو بھی ساتھ ہی منسلک فرما دیں۔ کوئی تو ہو گا جو ہمارے درد سے ہمدردی کرے گا

بہر حال میں پھر ایک دفعہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لانے کا ارادہ ظاہر کریں تو ہم یہاں سے کرایہ خدمت میں ارسال کریں گے۔

آپ کا زیر عتاب دوست عبد الکریم از قادیان
۱۴ اپریل ۱۸۹۸ء

اشتہار ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے برگزیدہ جماعت کے ممبرو مدد لے اسلام کے سچے حامیو ہو شیار ہو کہ ریزولیوشن کمیٹی منتظمہ منعقدہ ۵ مئی ۱۸۹۸ء آپ کی خدمت مبارک میں گذارش ہے۔ کہ یہ امر آپ پر مخفی نہیں۔ کہ حضرت اقدس جناب امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل اسلام کے بچوں کی حالت زار کو دیکھ کر اور اس امر کی اشد ضرورت محسوس کر کے کہ ان کی تعلیمی حالت نہایت ناقص و خراب ہے۔ ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ ضرورت بالا کے پورا کرنے کے لئے ایک مدرسہ قادیان میں جاری کیا جائے چنانچہ بعض ہمدردان قوم نے اپنی حیثیت کے بموجب چندہ سے امداد کی۔ مگر جس سٹینڈرڈ کا مدرسہ فی الحال تجویز کیا گیا تھا۔ وہ آمد اس کے لئے غیر مکتفی تھی اس لئے ابھی مدرسہ مڈل کی دوسری جماعت تک یکم جنوری ۱۸۹۸ء سے جاری کر دیا گیا۔ اور اسی مدرسہ میں اس وقت دارالامان اور گرد و نواح کے دیہات کے طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن بہت سے برادران بیرونی نے اس امر کی بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے بچوں کو وہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ لیکن چونکہ مکان مدرسہ اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارت تیار نہیں۔ علاوہ اس کے بہت سے مساکین طلباء بھی ہیں جن کی تعلیم و تربیت کی سخت ضرورت ہے۔ لہٰذا ذیل کی مدیں قائم کر کے آپ صاحبان کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ہر ایک صاحب حسب مقدور ہر مد یا جس مد کے لئے چاہیں امداد فرما کر سعادت دارین کے مستحق ہوں۔

(۱) عام اغراض مدرسہ
(۲) تعمیر مکان مدرسہ و بورڈنگ ہاؤس
(۳) مساکین فنڈ

آپ صاحبان پر روشن ہے۔ کہ ایسے کام سوائے قوم کی مجموعی امداد کے چل نہیں سکتے۔ اور یہ امداد بھی کسی غیر کی امداد نہیں ہے۔ بلکہ یہ امداد اپنے نفس کے لئے ہے۔ کیونکہ آپ ہی لوگوں کے بچے بہار تعلیم پا کر دنیا کے لئے نمونہ بن کر نکلیں گے۔ اس امداد سے دوگنا ثواب ہے۔ ایک تو **دنیاوی** کہ آپ کے بچے دنیا میں خاص امتیازی فخر حاصل کریں گے۔ دوسرا **دینی** جس سے ہمارا مالک ہمارا خالق ہمارا پاک پروردگار ہم پر راضی ہو گا۔ اور انجمن امید کرتی ہے۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ ڈونیشن اور ماہانہ یا سالانہ رقوم ارسال فرما کر مشکور و ممنون فرماوینگے اور تساہل اور سہل انگاری کو دور کر کے بہت جلد اس کی تعمیل میں کوشش فرماویں گے۔

المشتہر عبد الکریم جائنٹ سکرٹری انجمن تعلیم الاسلام دارالامان
قادیان مورخہ ۷ مئی ۱۸۹۸ء

امہات المومنین کی نسبت ایک قابل قدر میموریل

ذیل میں ہم وہ میموریل درج کرتے ہیں جو عالی جناب حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب مرزا غلام احمد ایدہ اللہ الاحد رئیس اعظم قادیان نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے میموریل متعلقہ امہات المومنین کی اصلاح کی غرض سے ہزآنر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں ارسال کیا ہے۔ تاکہ اسلام اور اہل اسلام کو اس نقصان عظیم سے بچاویں جو انجمن حمایت اسلام کے میموریل کی اصلاح کے بدون ایک عمیق نظر سے دیکھنے والے انسان کی نظر میں پہنچ سکتا تھا + ایڈیٹر

میموریل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور نواب لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ "یہ کتاب ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معارضہ میں شائع کی گئی ہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے۔ چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سنکر رنج سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر عمل میں لاوے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کثیر و نیز دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے

محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب امہات المومنین کے مولف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دیا ہے سو اگر ہمیں رنج پہنچا ہے تو ہمارا حق ہے کہ اس کے ایک ایک خط کا نیک نیتی اور راستی سے جواب دیں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں نہ یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک دے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے۔ اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کر دے پھر بھی ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آ جائیں گے کہ عاجز آ کر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام لیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آ جانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس پہلو کو جو حال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کر کے تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے۔ مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لئے ابھی سے سامان چاہئے اس لئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے لئے تحقیق جہاں تک ہو سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق حق کو پہنچاوے۔ لہذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارہ میں روانہ کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو آزاد رہیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس کرے یا ان کی کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو وہ

کتاب اپنی توجہ اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اسلئے ہم باادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرماوے کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھا دیں کہ وہ کتاب تلف کی جاوے یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور درماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائیگا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر بھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کر دیں اور در حالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں بہت وقعت کی جگہ سمجھے جائیں گے۔ اور خیال کیا جائیگا کہ ہماری طاقت یہی تھا جو ہم نے کر لیا سو اس سے ہماری بڑی ہتک ہوگی اس سے کبھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے تلف کرایا یا روکا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر افسوس رکھتے ہیں جو صاحب امہات المومنین نے استعمال کئے ہیں۔ اور ہم اس مولف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اگرچہ ہماری جماعت بعض امور میں دیگر مسلمانوں سے ایک جزئی اختلاف رکھتی ہے مگر اس مسئلہ میں کسی سچے مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لئے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لئے قرآن میں یہ حکم ہے ولا تجادلوا اهل الكتب الا بالتي هي احسن اور دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ جادلهم بالحكمة والموعظة الحسنة۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہئے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہئے کہ ان کو فائدہ بخشے۔ لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا بالعموم خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حال میں پرچہ مخبر دکن میں جو مسلمانوں کا ایک اخبار ہے وہ ماہ اپریل کے ایک پرچہ میں اسی بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ رسالہ امہات مومنین کے تلف کرنے یا روکنے کے لئے گورنمنٹ سے ہرگز التجا کرنی نہیں چاہئے کہ یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ اخبار مذکورہ کے اس رائے کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی یہی رائے ہے کہ اس طریق کو جس کا انجمن مذکور نے ارادہ کیا ہے ہرگز پسند نہ کیا جائے کہ اس میں کوئی حقیقی اور واقعی فائدہ ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وصیت کے طور پر ایک حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمانوں کا کام نہیں ہے اور وہ یہ ہے لتبلون في اموالكم وانفسكم ولتسمعن من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم ومن الذين اشركوا اذى كثيرا۔ وان تصبروا وتتقوا فان ذلك من عزم الامور۔ سورہ آل عمران ترجمہ یہ ہے کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیجکر تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے سو اگر تم صبر کروگے اور اپنے تئیں ہر ایک ناکردنی امر سے بچاؤ گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہروگے یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لئے مسلمانوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کچھ کوئی سخت گوئی کرنا چاہے وہ کر سکے گا جیسا کہ یہ زمانہ ہے سو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لئے تھی اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی کون ثابت کر سکتا ہے کہ جو اس آیت میں اذى كثيرا کا لفظ ایک عظیم الشان ایذا رسانی کو چاہتا ہے وہ کبھی کسی صدی میں اس

خود آخر کار ... ہزار کاپی امہات مومنین کی مسلمانوں میں ... اور ... ہزار اور قوموں میں شائع کی گئی ... اشاعت جس کا بند کرنا مقصود تھا کامل طور پر ہو چکی ہے۔ منہ

ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ انجمن کا یہ بیہودہ ... امہات مومنین کی طرف سے جو ضرر پہنچنے کے لائق تھا وہ پہنچ چکا اور ... پنجاب و ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت ہو چکی سو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہم اپنی گورنمنٹ سے کیا چاہیں اور وہ کیا کرے
منہ

ہم لٹاتے ہیں آج لعل گہر · نہ رہے کوئی لاولد مضطر · غنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر · لعل فرزند سے سیم بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین یوقار طرز اشتہار و بناوٹی شہادت سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندنما جو فروشی اشتہاری سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹ کو سچا اور سچ کو جھوٹا نہ بنائیں

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جسکی اس پر بھی یقین نہ آوے وہ محلکہ لکھائے اگر مراد پوری نہ ہووے دوا کا خرچہ واپس بلکہ جرمانہ و حرجانہ سے صحت کے طالب اولاد کے آرزو مند و نیز بلا استخراج دو فیضل خدا داد کی منادی۔ عام مبارکبادی ہے

اس خادم الاطبا رکو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور ہزار کاملین و سیاحین کے خدمت سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ جو اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سہ خسرا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی مگر نمبر اول (۱) کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) طلب شرط پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا سے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ مدعا لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو محلکہ سفر طیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر نفا۔ کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ سے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب استاد کامل فہرست پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز مکمل محقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و دیگر حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	۵ے	۱۰	قوت نیچ دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	نل آشنا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکا حمل ۶-۸ ماہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	۵ے	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	۵ے	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	۵ے	۳۳	سفیدہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	۵ے	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیھہ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھیا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	صہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک گل بدن	۵ے	۳۶	سرسام	۵ے

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈھوڑھی کرمون